McGill University Libraries
3 101 397 054 Y

McGill
University
Libraries
Islamic Studies Library

islm
BP173.4
H36
1929

R Hamidulhaq, Qazi
Ahkam al Quran

وجاءك في هذه الحق وموعظة وذكرى للمؤمنين

احکام القرآن
في
حجاب النسوان

تالیف
حافظ حاجی مولوی قاضی حمید الحق رجسٹرار بلدہ
حیدرآباد دکن

قد طبع فی مطبع اعظم اسٹیم پریس چارمینار حیدرآباد دکن
۱۳۳۹ف

AFV5313
Price Rs. 2/8
کتب خانہ انجمن ترقی اردو

تمہید

میرے بادشاہ عالیجاہ علوم دستگاہ کی قدردانی علم وفضل کی بدولت اس حیدرآباد
دکن میں کبائر علمائی عاملین اور فضلاء کاملین جو والراسخون فی العلم واولی العلم
قائما بالقسط وما یعقلها الا العالمون وانما یخشی اللہ من عبادہ
العلماء واوتوا العلم درجات کے سچے مصداق ہیں۔ اور وہ مفسرین ومحدثین
وفقہین ومفتئین ومشائخین سے ہیں سب کا اجتماع ہے جن کے فیوض ذات بارکات
سے ہر علوم وفنون کے دریا جاری ہیں اور جن کے نسبت بسند دیلمی حدیث میں ہے
کہ العلماء مصابیح الجنة وخلفاء الانبیاء اور العلماء امناء اسی رسالہ
احکام القرآن فی حجاب النسوان ان تمامی علماء دین کے نظر پر اثر سے فیض بخش
ہوا جسکو سب نے اپنی دستخطوں سے مزین فرماکر شرف قبولیت سے عزت بخشا ہے
اور اسکے صحت کی تصدیق فرمایا ہے۔ علی الخصوص میرے مخدوم مولانا مخدوم
حسینی صاحب مفتی وعالم متبحر نے باضافہ چند مسائل کے جو مجھ سے فروگذاشت ہوگئے
تھے باحسن الوجوہ مدلل طور پر زیب قلم فرمایا ہے تاکہ ناظرین کرام کیلئے انفع ہو اور انکو
اس رسالہ پر عمل پیرا ہونے میں کوئی شبہ وتامل نہو اور اعتماد کلی رہے اور اصل
مقصود بھی اس رسالہ کے تزئین سے یہی ہے اور دعا ہے کہ جملہ علماء عظام کو
خداے تعالیٰ جزاے خیر دے جنھوں نے اپنی دستخطوں سے محض دینی کام سمجھکر
خلوص کیساتھ اسکو مزین فرماکر عزت دیا ہے۔ ۳ رجمادی الاول ۱۳۴۸ھ

حمید الحق رجسٹرار بلدہ حیدرآباد دکن

تقریظ علماءِ عظّام

ما ازھی ھذا الروض الزاھر الزاھی کجنۃ عالیۃ قطوفھا دانیۃ لا تسمع فیھا لاغیۃ فھذا ھو الحق الصراح وماذا بعد الحق الا الضلال۔

عبد اللہ العمادی

خادم النظارۃ الشرعیۃ بالجامعۃ العثمانیۃ

جناب قاضی صاحب نے اس رسالہ کو بہت عمدگی سے لکھا ہے خصوصًا وجہ دوم میں بہت اعلیٰ تحقیق فرمائی ہے۔ جزاہ اللہ خیر الجزاء فقط

الفقیر الی اللہ ورسولہ الکریم۔ السید محمد لطیف محی الدین قادری الموسوی کان اللہ لہ

ھٰذا ھُوَ الحقّ وَالحقّ احقّ ان یتّبع۔ السید وحید القادری الموسوی کان اللہ تعالیٰ لہ

فی زمانناروز نیا فتنہ برپا ہو رہا ہے۔ میری رائے میں بے پردگی بھی زندگی کا تقدمہ ہے۔ اور تباہی وبربادی کا پیش خیمہ میں جناب قاضی حمید الحق صاحب کی کوششونکو شعبۂ جہاد فی سبیل اللہ سمجھتا ہون جزاکم اللہ خیرًا۔

فقیر۔ عبد القدیر صدر شعبہ دینیات کلیہ جامعہ عثمانیہ

مجھے مولانا عبد القدیر صاحب صدیقی پروفیسر جامعہ عثمانیہ کی رائے سے بالکل اتفاق ہے۔

سید محمد صابر حسینی سجادہ نشین درگاہ حضرت شاہ خاموش صاحب قبلہ قدس سرہ

بعض مقامات کے مطالعہ سے مستفید ہوا پرآشوب زمانہ میں اشاعت نہایت ضروری ہے فقط سید احمد حسین پروفیسر۔

یہ رسالہ مفید ہے مسلمانوں کو اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ فقط شیر علی عفی عنہ پروفیسر فلاسفہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ وعلیٰ آلہ واصحابہ الذین کانوا امن اولیاء اللہ ۔ وبعد اسلامی معمورات پر تسلط واقتدار کے بعد نصرانی دنیا نے ناموس اسلام جو (مسئلہ حجاب) پر اقدامانہ حملہ کر دیا ہے ۔ مادی اور ذہنی ہر قسم کے مکائد سے کام لیا جارہا ہے محکوم مسلمانوں کے سفہاء العقول کفر کی زد سے مجروح و مہزوم ہو کر گر رہے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا اللہ محافظ ہے واللہ خلیفتہ فی امتہ (ماخوذ از بخاری و مسلم) درد مند مسلمانوں کا ایک طبقہ مختلف طور پر دین کی نصرت پر آمادہ ہو گیا ہے ۔ تحریراً و تقریراً کام ہو رہا ہے ۔ اسی کی ایک قسط قاضی حمید الحق صاحب الحاج الحافظ نے پیش کی ہے ۔ مسئلہ حجاب کے متعلق جو صحیح اسلامی نقطۂ نظر پانا چاہتے ہیں انشاء اللہ ان کے لئے اس کتاب کے اندر اچھا مواد مہیا کیا گیا ہے ۔ قاضی صاحب قدیم انشاء کے تبع عالم ہیں لوگوں کو اس سے الجھنا نہیں چاہئے بلکہ عبارت و ترتیب سے قطع نظر کر کے اگر حقائق و نظریات سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرینگے تو اس رسالہ سے نفع اٹھا سکتے ہیں فانفروا خفافا وثقالا جس سے جتنا بن آئے وہ اسی حد تک مکلف ہے ۔ قاضی صاحب کیلئے کہہ سکتا ہوں کہ اما ھذا فقد قضی ما علیہ ۔

نیاز مند مناظر احسن گیلانی معلم اسلامیات کلیہ جامعہ عثمانیہ

مولانا مناظر احسن صاحب کی رائے سے میں بھی متفق ہوں ۔

عبد اللطیف مفتی جامعہ عثمانیہ

مجھے بھی مولانا مناظر احسن صاحب کی رائے سے اتفاق ہے فقط

محمد عبد الواسع عفی عنہ ۔ پروفیسر فلاسفہ

جس پر اس قدر علماء متبحر کے دستخط ہوں اور ایسے علماء کی جانب سے مدح و توصیف ہو ایسے رسالہ کی خوبی اور مفید اور مستند ہونے میں کیا کلام ہو سکتا ہے ۔ مولانا

حمید الحق صاحب کو خدا جزائے خیر دے دل میں درد دین رکھتے ہیں اس درد کا اثر یہ رسالہ ہے والحمد علیٰ ذالک ۔

نور محمد ۔ صدر مدرس مدرسہ دینیات و ایڈیٹر صراط مستقیم

اس زمانہ میں جو بے پردگی کی ہوا چلی ہے وہ مخفی نہیں ہے اسلئے ضرورت ہے کہ کثرت سے رسالے اس کی حمایت میں شائع ہوں اور اسکا سد باب ہو اور بہت سے شرفا ، جو اپنی لڑکیوں کو آج کل کے تعلیمگاہوں میں بھیجکر اُن کو آزادی کا سبق دیتے ہیں وہ نص قطعی قرآن کے خلاف ہیں کیونکہ جناب باری تعالیٰ مقام مدح میں ارشاد فرمایا ہے اِنّ الذین یرمون المحصنٰت الغٰفلٰت المومنٰت ایک مومن خدا ترس کیلئے یہ آیت کافی ہے اور یہ رسالہ اس قابل ہے کہ اس کو ہر مسلمان اپنے گھر میں رکھے اور پڑھے خداوند تعالیٰ مؤلف کی کوشش کو مشکور فرمائے ۔

عبد الحی ۔ انصاری ۔ پروفیسر جامعہ عثمانیہ

فتنۂ نسواں کے زمانہ میں پردہ کے بارے میں جو رسالہ عالیجناب الحاج الحافظ القاضی حمید الحق صاحب نے تالیف فرمایا ہے میں نے اس کے اکثر حصہ کا مطالعہ کیا اس زمانہ فتنہ آشوب میں اس قسم کا رسالہ اشد ضروری ہے ۔ جناب ممدوح نے بدلائل نقلیہ وعقلیہ مدلل کیا ہے واقعی یہ رسالہ حجاب و پردہ کے بارے میں کالسیف القاطع ہے ۔

جزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزا الحق احق بالاتباع ۔

محمد یعقوب عفی اللہ عنہ صدر المدرسین مدرسۂ نظامیہ عثمانیہ

اس دور فتن مظلمہ میں جو قدم بھی راہ خدا میں اٹھے اوسے بسا غنیمت سمجھنا چاہئے ۔ مؤلف صاحب کے ساعی قابل شکریہ ہیں فقط

سید شاہ محمد قادری شطاری کان اللہ لہ ۔ شیخ الادب ۔ مدرسہ نظامیہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ العزیز الحمید الحق المجید عقابہ

الیم وعذابہ شدید لکل جبار عنید الذی یخالف عن امرہ فی الکتاب بفصل الخطاب اذا سألتموھن متاعًا فاسئلوھن من وراء حجاب والصلاۃ والسلام علی سیدنا ومولانا محمد خاتم النبیین المنزل علیہ فی القرآن العربی المبین (یا ایھا النبی قل لازواجک وبناتک ونساء المؤمنین یدنین علیھن من جلابیبھن) وعلی الہ واصحابہ اجمعین الی ماتلیت آیات الحجاب فی الکتاب المبین امّا بعد خادم العلوم نے کتاب ہدایت انتساب (احکام القرآن فی حجاب النسوان) مولفہ مولانا الحاج الحافظ القاضی حمید الحق صاحب دام فیضہ کے بعض بعض مضامین کو دیکھا عورت ونساء کی لفظی تحقیق بحوالہ کتب اللغات ووجہ تسمیہ بیان کیا ہی اور آیات قرآنیہ سے استناد واستشہاد کیا ہی اور اصل مسئلہ حجاب النسوان کو بہت صحیح ومدلل طریقہ پر بیان کیا ہے اس غربت وضعف اسلام کے زمانہ میں اس قسم کی تالیف واشاعت نہایت ضروری ہے بدمذہبی ونصرانیت کے غلبہ کے سبب بے علم مسلمانوں کے عقل پر پردہ پڑا ہوا ہی جس سے مسلمان شریف عورتونکی پردہ دری کو صرف جائز نہیں بلکہ فرض سمجھتے ہیں اور حجاب پردہ کو مانع ترقی اسلام قرار دیا ہے۔ حالانکہ اللہ پاک نے حرائر اور شریف بی بیوں کو برقعہ وپردہ وجلباب سے مستور ومحجوب رہنے کی تاکید فرمائی ہی اور کنیز اور لونڈیوں اور حرائر میں ما بہ الفرق اور حرائر کی معرفت جلباب پر موقوف ومنحصر ہی۔ تفسیر خازن جلد سوم میں مرقوم ہی کہ مدینہ کے راستہ میں زناکار لوگ عورتونکو ڈھونڈھتے ہوئے نکلتے تھے جبکہ عورتیں رات کو قضاء حاجت کیلئے باہر نکلتی تھیں تو یہ زناکار عورتوں کے پیچھے پیچھے چلتے اگر عورت خاموش رہتی تو اوسکے ہمراہ ہو جاتے اگر عورت زجر وتوبیخ کرتی تو اوس سے دور ہو جاتے وہ زناکار صرف لونڈیونکو تلاش کرتے تھے لیکن کنیز وحرہ عورت کا ایک ہی طرز کا لباس تھا یعنے حرہ وکنیز ہر دو بھی بغیر چادر وبرقعہ کے صرف پیرہن ودامنی کے ساتھ نکلنے کی عادت تھی اسلئے حرہ وکنیز کی انکو پہچان مشکل ہو گئی تہی اونہوں نے اون کے شوہروں سے اس کی شکایت کی تو اونہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آیت کریمہ (والذین یوذون

المؤمنین والمؤمنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بهتانا واثما مبینا) نازل ہوئی
اور حرائر بیبیونکو لونڈیوں کی شباہت سے یعنے بغیر پردہ وحجاب کے باہر نکلنے کو منع کردیا گیا
اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرمایا کہ اے نبی تم اپنی بیبیونکو اور بیٹیوں کو اور مومنین کی
عورتونکو کہدو کہ وہ حجاب و جلباب و پردہ اپنے پر ڈالیں تاکہ انکا حرائر سے ہونا معروف و معلوم
ہوجائے تو وہ زناکار کے تعرض سے ایذا نہ پائینگے وقیل نزلت فی الزناۃ الذین کانوا یمشون
فی طرق المدینۃ یتبعون النساء اذا برزن باللیل لقضاء حوائجهن فیتبعون المراۃ
فان سکتت تبعوها وان زجرتهم انتهوا عنها ولم یکونوا یطلبون الا الاماء
ولکن کانوا لا یعرفون الحرۃ من الامۃ لان زی کل کان واحدا تخرج الحرۃ والامۃ
فی درع وخمار فشکوا ذلک الی ازواجهن فذکروا ذلک لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فنزلت (والذین یؤذون المؤمنین والمؤمنات الایۃ ثم نهی الحرائر ان یتشبهن بالاماء
فقال تعالی (یا ایها النبی قل لازواجک وبناتک ونساء المؤمنین یدنین علیهن
من جلابیبهن) جمع جلباب وهو الملاءۃ التی تشتمل بها المراۃ فوق الدرع والخمار
(الی قوله) قال ابن عباس امر نساء المؤمنین ان یغطین رؤسهن ووجوههن بالجلابیب
الا عینا واحدۃ لیعلم انهن حرائر وهو قوله تعالی (ذلک ادنی ان یعرفن فلا یؤذین)
ای لا یتعرض لهن (وکان اللہ غفورا رحیما) ای لما سلف منهن قال انس مرۃ بعمر بن
الخطاب جاریۃ متنقبۃ فعلاها بالدرۃ وقال یا لکاع اتتشبهین بالحرائر القی
القناع الخ انتهی) ابن عباس رضی اللہ عنهما نے فرمایا کہ مومنین کی عورتونکو ان کی چادروں سے
انکے سر اور منہ ڈھانکنے کا حکم کیا گیا (مگر ایک آنکھ) تاکہ معلوم ہوجائے کہ وہ حرائر ہیں وہ اللہ تعالی کا
قول ہے (وہ چادر سے اسلئے سر اور منہ ڈھانکنے کا حکم کیا گیا کہ وہ پردہ وحجاب قریب ہے کہ ان حرائر
کی معرفت وپہچانت اس پردہ سے حاصل ہوتی ہے پس وہ حرائر معلوم ہوجانے کے بعد ایذا نہ دیجائیں
انکا تعرض نہ کیا جائے اس سے پہلے ان عورتوں سے بے پردگی کا جو گناہ ہوا ہے اس گناہ کو خدا بخشنے والا

ہر بان ہی انسؓ نے کہا کہ عمر بن خطاب پر سے ایک کنیز نقاب پوش گذری تو عمرؓ اسکے پاس دوڑ کر
آئے اور کہا کہ اے کمینہ کیا تو حرائر کی مشابہت کرنا چاہتی ہی مُنہ پر سے برقعہ دور کر دے انتہی اس سے
معلوم ہوا کہ ہر ایک کی ایک وضع وطرز مختص ہی دوسرا شخص اپنے غیر جنس کی وضع وطرز اختیار کر کے
اوسکے ساتھ تشبہ نکرے بلکہ اپنا اپنا خاص شعار ہی اپنے پر لازم کر لے مرد عورتوں کی مشابہت
نکرے اور عورت مردوں کی شباہت نکرے مسلمان کفار کی وضع وشعار اختیار نکرے نہ کفار
مسلمانوں کی۔ حرائر کنیز کا لباس اختیار نہ کرے نہ کنیز حرائر کی پوشاک وغیرہ پہنے پس سر اور مُنہ کو
پردہ میں چھپا رکھنا شریف بی بیوں کا طرز وطریقہ ہے بے پردہ صرف لباس جسم کیساتھ باہر
نکلنا کنیز کی عادت ہے فی زماننا معاملہ برعکس ہوگیا ہے خدمتگار عورتیں تو پردہ و برقعہ پوش ہو کر
نکلتی ہیں اور گھر کی بی بیاں بغیر پردہ وحجاب وبغیر چادر کے صرف جسم میں پہنے ہوئے لباس کیساتھ
کُھلے موٹر وگاڑیوں میں باہر نکلتی ہیں برقعہ پوشی کو عیب قرار دیا جا رہا ہے نعوذ باللہ من ذٰلک
مردوں سے عورتوں کو پردہ کرنا تو امر مسلم ہے اسکے علاوہ صالحہ عورتوں کو بدکار عورتوں کے
سامنے بھی بے پردہ وبے جلباب ہونیکو فقہانے منع فرمایا ہے جیسا کہ فتاوائے عالمگیری جلد پنجم
کتاب الکراہیۃ مطبوعہ احمدی صفحہ ۱۲۴ میں ہی (لا ینبغی للمراۃ الصالحۃ ان تنظر الیہا المراۃ
الفاجرۃ لانہا تصفہا عند الرجال فلا تضع جلبابہا ولا خمارہا عندہا) حاصل یہ کہ بدکار
عورت کے سامنے صالحہ عورت کو بے پردہ وبے حجاب ہونا جبکہ جائز نہیں ہی تو مردوں کے سامنے
بے پردہ ہونا بدرجہ اولیٰ جائز نہوگا۔ پس آزادی ونصرانیت پسند لوگوں کی ہدایت کیلئے احکام القرآن
فی حجاب النسوان بہت مفید ہے مؤلف کتاب مولانا قاضی حمید الحق صاحب نے اثبات حجاب پر
آیات قرآنیہ واحادیث کو بھی پیش کیا ہے۔ خدائے پاک مؤلف کتاب کو جزاء خیر دارین عطا کرے
آمین فقط ۱۸ ربیع الاول ۱۳۴۸ھ م مہر ۱۳۳۸ف۔ خادم العلوم والافتاء الدینی ابو الفضل
السید محمد مخدوم الحسینی القادری النظامی عاملہ اللہ بفضلہ الحامی مفتی دار الافتاء
النظامیہ وشیخ الفقہ والاصول۔

وَجَاءَكَ فِي هٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ

احکام القرآن

فی

حجاب النسوان

تالیف

حافظ حاجی مولوی قاضی حمید الحق رجسٹرار بلدہ

حیدرآباد دکن

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذی تنزّہ فی ذاته وصفاته وتجلّی من وراء سبعین الف حجاب وقال ما کان لبشر ان یکلمه الله الّا وحیًا او من وراء حجاب - ثم الحمد لله الذی نزل الفرقان بلسانٍ عربیٍّ مبین غیر ذی عوج وبفصلِ الخطاب والصّلوة والسّلام علی من ارسله هدی ورحمة للانام وجعله هادیًا مهدیًا واوضح لنا الطرق والاسباب - وعلی من نفی عن قلوبنا الشك والارتیاب وعلی اٰله واصحابه الذین سلکوا مناهج الصدق وشموا فائحة فاتحة الکتاب وعلی ازواجه امهات المومنین اللّاتی اعزهن الله بقوله ولا تبرّجن تبرج الجاهلیة وامرهن بالحجاب - واکرم مثواهن قعر البیت وقال للرجال فاسئلوهن من وراء حجاب - صلٰوة وسلامًا تبلغنا بهما درجات المحسنین وننتظم معهم فی سلك للذین احسنوا الحسنی وزیادة وحسن مآب - اما بعد فانی لمّا رأیت عوام زماننا خصوصا مستنشقی رائحة المغربیة ومتعلمی العربیة الضالة المضلة بانهم ادهنوا فی الاوامر الشرعیة ونواهیها سیّما الحجاب الشرعی الذی علیه مدار صلاح العالم ونظامه الاحسن الاتم وبه صان الله النساء عن الفواحش واللمم - اردت ان اصنف فی تفنید غوایاتهم وتقلیع جهالاتهم رسالة تودع

اسرار الحجاب وما يلزمه على حسب طاقتى ومنتهى علمى فلو صدر
عنى الخطا فعلى الخبير العفو والاختبا وذلك فى عهد امير المؤمنين
محى الملة والدين وسلطان العلوم والمسلمين المؤيد للحجاب الشرعى
بالاذعان واليقين امير هذه البلاد مولانا السلطان ابن السلطان
میر عثمان علی خان ابن السلطان میر محبوب علی خان
ادام الله سلطنته وشوكته على اعداء الدين ونصره ونصر
عساكره ووزراءه وهداه وهداهم الى صراط اليقين و
محق بباسه وسيفه رقاب الطاغية الكفرة والمشركين
وخلد الله ملكه ودولته واطال عمره وعمر اولاده الى
یوم الدين اس ناچیز کم مایہ علم خادم الخلق قاضی حمید الحق نے یہ ایک سالہ نافعہ عجالہ
عورتوں کے پردہ کے متعلق لکھا ہے جسکا نام احکام القرآن فی حجاب النسوان
رکھا ہے جو منجانب شریعت حقہ چار وجوہ پر مبنی ہے اپنے رب العزت جل جلالہ وعم نوالہ
سے امیدوار ہے کہ اس کو قبول فرمائے اور مسلمان بھائیوں کو ہدایت خیر کی دے ان
سب کی اور میری مغفرت کرے۔ این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد۔ اگر کہیں
غلطی ہوئی ہو تو ناظرین کرام سے توقع ہے کہ بفحوائے العذر عند کرام
الناس مقبول معاف فرماکر چشم پوشی کرینگے۔ **شعر** زکلکم گرچہ حرفی خطائے
گزان پیش آیدم چون وچرائے۔ خط عفوم بر آن حرف خطا کش۔ چو کلکم زان میفگن
در کشاکش۔ ۳ رجمادی الاول ۱۳۴۸ھ روز دوشنبہ۔

حمید الحق رجسٹرار بلدہ حیدرآباد دکن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لغتِ عرب میں عورت کے معنی شرمگاہ کے ہیں ۔ علامہ رافعی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب
لغت مِصباحُ المنیر میں لکھتے ہیں کہ وقیل للسوأۃ عورۃ لقبح النظر الیھا و
وکل شئ یسترہ الانسان انفۃً وحیاءً فھو عورۃ والنساء عورۃ
والعین عورًا من باب تعب نقصت او غارت فالرجل اعور والانثیٰ
عوراء ومنہ قیل کلمۃٌ عوراء لقبحھا شرمگاہ کے لئے عورت کہا گیا ہے
اسلئے کہ اوس کی طرف نظر کرنا قبیح ہے اور کل وہ شئے جس کو انسان چھپاتا ہی ازروے
شرم وحیا کے پس وہ عورت ہے ۔ اور نساء عورت ہے ۔ یعنے شرمگاہ پردہ دار
ہے ۔ اور بولتے ہیں کہ آنکھ پردہ دار ہے ناقص ہو یا دہنس جاے ۔ پس رجل کو اَعور
بولتے ہیں اور انثیٰ کو عورا ۔ اور اسی سے کہا گیا ہے کہ کلمۃٌ عوراءٌ اوس کے
قبح کی وجہہ سے جب کلمہ قبیح ہو ۔ اور لغت مفردات قرآن میں علامہ اصفہانی نے
لکھا ہے کہ العورۃ سوأۃ الانسان وذلک کنایۃٌ واصلھا من العار
وذلک لما یلحق فی ظھورہ من العار ای المذمۃ ولذالک سمّی النساءُ
عورۃ ومن ذلک العوراءُ للکلمۃ القبیحۃ وعورت عینہ عورًا
وعارت عینہ عورًا ۔ عورت شرمگاہ انسان کی ہی اور یہ ایک کنایہ ہے اور
اصل اوس کی عار سے ہے اور یہ اس لئے کہ اوس کے ظہور میں عار (یعنے ننگ
وذمت) لاحق ہوتا ہے اور اسی لئے نام رکھا گیا ہے ۔ نساء کا عورت اور اسی سے

کلمۂ قبیحہ کے لئے عورا بولتے ہیں۔ ایک چشم ہوئی آنکھ اوسکی ازروئے ایک چشم ہونے کے اور ایسا ہی عارت عینہ عورا بولتے ہیں۔ قرآن مجید میں یہ لفظ عورت کا تین جگھوں پر آیا ہے اوّل ان بیوتنا عورۃٌ وماھی بعورۃ۔ دویم ثلاث عورات لکم۔ سویم الذین لم یظھروا علی عورات النساء جسکے معنی خالی اور خلوت اور شرمگاہ اور پردہ کے بحسب محل ہیں جو منشائے لغوی کے خلاف نہیں ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ عورتیں ازسرتاپا ایک شئے مستور و پردہ دار لغتاً موضوع ہیں اور فطرتاً بھی اونکی تخلیق مستور و محفوظ کیگئی ہے۔ خصوصاً جس وجہ سے وہ مردوں سے ممتاز ہوئی ہیں۔ قدرت نے بہ نسبت مردوں کے عورتوں کے اس حصہ کو مخفی کردیا ہے اور جو ظاہری اعضا ہیں اون کو بھی شارع نے چھپانے کا حکم دیا ہے۔ اور شرمگاہ کا دیکھنا ممنوع کیا ہے کہ باعثِ ضعف بصر ہے اور اسی لئے یہ اس لائق ہیں کہ اجانب کی نگاہ سے چھپائی جائیں۔ شریعت کیلئے اس پردہ کے بارہ میں چند وجوہ ہیں جو مصالح پر مبنی ہیں اور مفاسد کو دفع کرتی ہیں۔

وجہ اوّل - یہ ہے کہ عورتیں خلقتاً مردوں سے بھی زائد ضعیف الجثہ اور قوہ مخلوق ہیں اور ناقص العقل والدین ہیں۔ ناقص العقل تو یوں ہیں کہ دو عورتوں کی شہادت بمنزلہ ایک مرد کے اس وجہ سے ہے کہ ان میں نسیان اور کند ذہنی مردوں سے بدرجہا بڑھی ہوئی ہے۔ انتقال ذہنی نام کو نہیں ہے اور دین کا نقص اون کی طمث سے ظاہر ہے۔ اور کمزوری جسمانی اون کی اس سے معلوم ہوجاتی ہے کہ مرد اونپر تسلط و غالب آجاتے ہیں یہانتک کہ اون کے ساتھ جابرانہ افعال کے مرتکب ہوجاتے ہیں اگر تنہا پاجائیں۔ چونکہ اون کے حالت کا اقتضا یہ ہے کہ بوجہ کمزوری و کم عقلی مآل کار پر وقوف نہیں حاصل کرسکتی ہیں۔ اور جلد فریب میں فتنہ و فساد کا شکار بن جاتی ہیں۔ تو بلحاظ دفع اندیشہ تہمت اور محفوظ رکھنے اون کے عصمت کے کہ وہ محصنات غیر مسافحات کہی جاسکیں اور اون کے مردوں کے لباس ھنّ لباس لکم کو اغیار پہن کر نہ لیجاسکیں

شریعت نے اون کے نسبت یہ حکم دیا کہ وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاهلیة الاولی واقمن الصلوٰة واتین الزکوة واطعن الله ورسوله انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا - یعنے عورتیں اپنے گھروں میں ٹکی رہیں (چہار دیواری کے باہر بلا اجازت اپنے شوہر سرکشی سے نہ چلی جائیں اور اگر وہ کہیں جائیں بھی توکسی محرم کو اپنے ساتھ لیکر جائیں جو ولا یبدین زینتهن الا لبعولتهن سے ثابت ہے اور نماز زکوۃ ادا کیا کریں اور خدا اور رسول کی اطاعت میں رہیں مثل زمانہ جاہلیت کے اپنے محاسن مردوں کو دکھلاتی نہ پھریں اور جو عورتیں اسکے خلاف عمل کرینگی وہ ناشزہ سمجھی جائینگی جس کے نسبت والتی تخافون نشوزهن الخ کے آیت میں بالصراحت احکام موجود ہیں کہ نصیحت کیجائیں اور بستر سے دور کیجائیں اور ماری جائیں اور یہیں سے یہ بھی ثابت ہے کہ بلا اجازت شوہر کے سرکشی سے نہ چلے جانیکے متعلق اسی آیت کے آخر جز سے کہ فان اطعنکم فلا تبغوا علیهن سبیلا سے ثبوت ہوتا ہے اور شریعت نے عورتوں کو محل تہمت سے بھی بچایا ہے کہ وہ تنہا یا تنہائی میں کسی کے ساتھ بلا محرم کے نہ رہیں - جو آیت ولا یبدین زینتهن الا لبعولتهن الخ سورۂ نساء - اور آیت لا جناح علیهن فی آبائهن ولا ابنائهن ولا اخوانهن الخ سورۂ احزاب سے ثابت ہے کہ ان دونوں آیت میں محرموں کی تصریح وتعین کیگئی ہے - یہ اس لئے کہ تہمت وبہتان کی حالت میں اون کیلئے کوئی آیت تطہیر بعد تکمل ہو جانے دین کے نہیں نازل ہو سکتی اور اسی لئے اون کیلئے یہ بھی حکم ہے کہ فامسکوهن بمعروف او فارقوهن بمعروف - ولا تخرجوهن من بیوتهن ولا یخرجن اور عورتوں کو اون کے گھروں سے باہر نہ نکالو اور وہ خود بھی نہ نکلیں - سورۂ طلاق میں اور فامسکوهن فی البیوت حتی یتوفهن

الموت او یجعل اللہ لھن سبیلا سورۂ نسا میں - اور فامسکوھن بمعروف
او سرحوھن بمعروف ولا تمسکوھن ضرارًا لتعتدوا سورۂ بقرہ میں - یعنے
اون کو بند رکھو اچھی طرح یا جدا کر دو اچھی طرح اور بند رکھو اون کو گھروں میں یہانتک
کہ تمام کرے اون کو موت - یا کرے اللہ اون کے لئے کوئی راستہ - بند کر رکھو اون کو
اچھی طرح بحسن صحبت و معاشرت یا ترک کر و اون کو اچھی طرح اور مت بند رکھو ایذا
دینے کو - ان چاروں آیتوں سے منشا شریعت حقہ کا یہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ گھروں
کی چہار دیواری میں ٹکی رہیں - جہاں چاہیں وہاں آزادی سے مدرسوں بازاروں
سیر گاہوں کانگریسوں سیوراجی پنڈالوں ہوٹلوں قہوہ خانوں تماشہ گاہوں تھیٹروں
سرکسوں سینماؤں مزاروں میلوں وگھوڑدوڑوں و نمایش گاہوں وغیرہ میں ماری
ماری نہ پھریں - البتہ باجازت شوہر کہیں جائیں تو محرم کو ساتھ لیجانے کی قید لگی
ہے - اور عہد میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مسجد مدینۂ منورہ میں عورتوں کے جانیکے
لئے رات کو جو وقت ستر کا ہے جب چند قیود لگائے گئے وہ بھی نماز ایسی اہم و ضروری
عبادت میں کہ عورتیں باجازت اپنے شوہروں کے رات کو مسجد میں جائیں اور آخر
صف میں رہیں خوشبو نہ لگائیں میلی کچیلی ہو کر ایسی حالت سے جائیں کہ جس سے اجانب
کو اون کی طرف ملتفت ہونیکی قطعًا تحریک و ترغیب نہ پیدا ہو اور ناز و انداز زیب و
زینت کے ساتھ نہ جائیں اپنا سنگار ظاہر نہ کریں اپنی نگاہیں نیچی رکھیں چال ڈھال ایسی
نہ ہو جو چھپی ہوئی زینت پر دوسروں کو اطلاع ہو چادر اس طرح ٹکی ہو جو بدن کی
ہیئت کے لئے ساتر ہو - اور مردوں کی صفوں سے جس قدر بعید ہوں وہی بہتر
ہے - امام کو سہو لاحق ہو تو مرد سبحان اللہ کہے عورتوں کو اس قدر بولنے کی بھی اجازت
مجمع میں نہیں التسبیح للرجال والتصفیق للنساء - یعنے تسبیح واسطے مردوں کے
ہے اور تالی بجانا واسطے عورتوں کے ہے - اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوس وقت

تک اپنی جگہہ سے اُٹھتے نہیں تھے جب تک کہ مستورات مسجد سے باہر نہ چلی جاتی تھیں اور یہ سب قیود آیت ولا یبدین زینتہن کے آخر آیت تک سے نکلتی ہیں۔ اور بخاری شریف کی حدیث سے کہ اذا استاذنکم نساءکم باللیل الی المساجد فأذنوا لھن۔ یعنے جب تمہاری عورتیں تم سے رات کے وقت مساجد میں جانے کی اجازت طلب کریں تو اجازت دیدیا کرو اور مسلم کی ایک روایت میں لا تمنعوا آیا ہے یعنے منع مت کرو۔ معلوم ہوا کہ مساجد وغیرہ میں جانے کا مستورات کو حکم نہیں دیا گیا اور خود جانا چاہیں تو آزاد نہیں چھوڑا گیا بلکہ اس حدیث میں تبلا دیا گیا کہ ان کا مساجد میں نماز کے لئے جانا بھی مرد کے اذن واجازت سے ہونا چاہئے اب مرد کو اختیار ہے کہ وہ جیسی مصلحت سمجھے اجازت دے یا نہ دے اگر وہ اجازت دینے پر مجبور ہوتا تو استئذان کی قید عبث ہوجاتی ہے اور ایسا ہی فان اطعنکم فلا تبغوا علیہن سبیلا سے اختیار اذن دینے کا جو اطاعت میں داخل ہے شوہر کے نکلتا ہے۔ پھر جب ایسے قیود مسجد نبوی کیلئے لگائے گئے تو مذکورۂ بالا مقامات کیلئے بدرجہ اولیٰ اس سے زاید قیود کی ضرورت ہے (جیسے نہ قیود سے عورتیں روکی جائیں تو اون کے شوہروں کے اختیار سے باہر بات نہیں ہے) اس لئے کہ یہ زمانہ اخیر فتنہ وفساد کا ہے اور مختلف اقوام مشرکین وکفار سے اختلاط ہو رہا ہے جن سے لڑکر اپنی عورتوں کو واپس لینے کی نص صریح موجود ہے اگر روکا نہ جاوے تو پھر قبضۂ مشرکیں میں چلے جانے پر کس کس کو مسلمان لڑلڑ کر واپس لاسکتے ہیں جبکہ اون کی تعداد ہندوستان میں بمقابلہ اون کے بدرجہا قلیل ہے۔ اور معجم طبرانی اور مسند امام احمد میں جو یہ حدیث باسناد حسن وارد ہے کہ امّ حمید ساعدیہ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ مجھے یہ محبوب ہے کہ آپ کے ساتھ

نماز پڑھوں ۔ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے سمجھ لیا مگر تو
اپنے مکان کے کسی کمرے کے اندرونی حصہ میں نماز پڑھے ۔ یہ اس سے
بہتر ہے کہ کمرے میں پڑھے ۔ اور کمرے میں پڑھنا اس سے بہتر ہے
کہ صحن میں پڑھے اور مکان کے صحن میں پڑھنا اس سے بہتر ہے کہ اپنے محلہ کے
مسجد میں جاکر ادا کرے اور محلہ کی مسجد میں پڑھنا اس سے بہتر ہے کہ جامع مسجد
میں ادا کرے ۔ اس حدیث سے صاف وصریح یہ امر ثابت ہے کہ نماز ایسی عبادت
میں جو عمود الاسلام ہے بیوت کے اندرونی کمرے کے حصہ میں مستورات کے لئے
نماز پڑھنا بمقابلہ دیگر مقامات کے بہتر ہے ۔ تو یہ حدیث وقرن فی بیوتکن
کی خاصی تفسیر ہے اور حدیث قرآن کی درحقیقت تفسیر یہی ہے اس سے مطلقاً گھر کی
چہار دیواری سے باہر نکلنے کی روک بلا اجازت شوہر کے بخوبی ہوتی ہے یہ تو حدیث
سے ہے قرآن مجید کی آیتیں فامسکوھن جو اوپر لکھی گئی ہیں جبکہ بند کرنا نصیحت
کرنا بستر سے دور کرنا اور مارنا باختیار شوہر زوجہ کیلئے محکوم ہوچکا ہے تو اجازت کا
دینا شوہر کا یا نہ اجازت کا دینا یا روکنا انہی آیتوں سے باختیار اتم بدرجہ اولیٰ ثابت
ہوتا ہے اور بند کرنا و روک رکھنا ایک ہی معنی میں ہے بلکہ روکنا یا نہ اجازت دینا
کسی مصلحت سے بمقابلہ مارنے و ترک بستر کے خفیف امر ہے اور اطاعت شوہر کی نقو
پر لازمی قرار دیگئی ہے جو فان اطعنکم فلا تبغوا علیھن سبیلا سے ثابت ہے
اور اجازت لینا اطاعت میں داخل ہے اور بلا اجازت کہیں باہر نکلنا سرکشی میں
داخل ہے ۔ کیونکہ خلاف احکام منصوصہ کے ہے ۔ لیکن اب تو اس نئی روش و رفتار
کے بدولت شوہروں نے خود اپنا اختیار کھو دیا ہے ۔ زن مریدی کا پردہ اُن کے
آنکھوں پر پڑگیا ہے کہ خود ہی اپنے ہمراہ لیکر اپنی بیبیوں کو تماشہ گاہوں میں لیجاتے
ہیں اور شرم وحیا کو بالائے طاق رکھدیتے ہیں طوائف اور بی بیوں میں عزت کا

کوئی فرق نہیں رکھتے ہیں نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیأت اعمالنا حالانکہ یہ بھی ظاہر ہے کہ لاطاعت للمخلوق فی معصیۃ الخالق نہ شوہروں پر اور نہ بی بیوں پر جو کسی کی خاطر ایسا کریں اس جگہ پر چند احادیث صحیحہ ایسی ذکر کیجاتی ہیں جس سے مضامین مذکورۂ بالا کی تائید ہوتی ہے جو اشارۃً مع فائدہ کے درج ہیں لا تسافر المراۃ بریداً الا معہا محرم۔ بسند ابی داؤد وحاکم۔ ترجمہ۔ نہ سفر کرے عورت ازروے مسافت (۱۲) میل کے مگر اوس کے ساتھ محرم ہو۔ لا تسافر امراۃ ثلاثۃ ایام الا مع ابیہا۔ بسند دیلمی۔ ترجمہ۔ نہ سفر کرے عورت تین دن کا مگر ساتھ اپنے باپ کے لا تسافر امراۃ ثلاثۃ ایام الا مع ذی محرم۔ بسند مسند امام احمد۔ ترجمہ۔ نہ سفر کرے عورت تین دن کا مگر ساتھ ذی محرم کے۔ لا تحج امراۃ الا معہا محرم۔ بسند بزاز ترجمہ۔ نہ حج کرے عورت مگر ساتھ اپنے محرم کے لا یحل لامراۃ ان تحج الا مع زوج او محرم بسند طبرانی۔ ترجمہ۔ نہیں حلال ہے عورت کیلئے یہ کہ حج کرے مگر ساتھ شوہر کے یا محرم کے۔

ف ۔ ان پانچوں حدیث سے ثابت ہے کہ باہر نکلنا گھر سے عورت کا بدون محرم کے جائز نہیں ہے۔ لا تصوم امراۃ الا باذن زوجہا بسند مسند امام احمد ترجمہ۔ نہ روزۂ نافلہ رکھے عورت مگر ساتھ اذن اپنے شوہر کے نہی ان تکلم النساء الا باذن ازواجھن بسند طبرانی۔ ترجمہ۔ منع کیگئی ہیں عورتیں یہ کہ کلام کریں مگر ساتھ اذن اپنے شوہروں کے۔

ف ۔ جبکہ روزہ رکھنا جو عبادت اہم ہے اور کلام کرنا جو حاجتاً زندگی کیلئے ضروری ہے بلا اجازت شوہر جائز نہیں تو باہر نکلنا گھر سے بلا اجازت شوہر کے کیونکر جائز ہوسکتا جو اطاعت کے بھی خلاف ہے۔ باہر نکلنا بلا اذن شوہر کے ان دونوں حدیث سے بدرجۂ اولی ممنوع ہے خیر صلاۃ النساء فی قعر بیوتھن بسند طبرانی۔ ترجمہ۔ بہتر

نماز عورتوں کی اون کے اندرونی حصہ گھروں کے ہے خیر مساجد النساء
قعر بیوتھن ۔ بسند مسند امام احمد ۔ ترجمہ ۔ بہتر مسجدیں عورتوں کی اندرونی حصہ ونکی
گھروں کا ہے ۔ نعم العمل النساء امتی العزل بسند سمعان ۔ ترجمہ ۔ بہتر عمل واسطے
نسا میری امت کے گوشہ نشینی ہے ۔

ف ۔ ان ہر سہ حدیث سے ثابت ہی کہ جب نماز عورتوں کے لئے بہتر اون کے گھروں
کے اندرونی حصہ کے ہے اور یہی اون کی بہتر مسجد ہے اور بہتر عمل اونکا گوشہ نشینی
ہے تو نمائشگاہوں اور تھیٹروں وتماشہ گاہوں وغیرہ دیگر مقامات میں اونکا جانا اگرچہ
شوہر کے ہمراہ ہو جائز نہیں ہے ۔ اور جب از روئے قرآن وحدیث ممنوع ہے
تو جانا خدا اور رسول کے معصیت میں داخل ہے اور اس میں اطاعت شوہر کی نہیں ہے اسلئے
کہ اس کی یہ بوالہوسی وپیروی ہے جو نصاریٰ کے طریقہ پر ہے اور ہمارے لئے اسوہ حسنہ
یعنے بہتر پیروی اپنے خدا ورسول کی واجب ہے اور عورتوں کو تو بہت خوش ہونا
چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے اون کو پردہ میں بٹھال کر بہت بڑی عزت دی ہے ۔ جو
اون کے حسن وجمال کی شہرت کا باعث ہے ۔ کسی شاعر نے کہا ہے ۔ اگر شہرت
ہوس داری اسیر دام عزلت شو ۔ کہ در پرواز دارد گوشہ گیری نام عنقارا ۔ لاخیر فی
جماعۃ النساء الا عند میت بسند طبرانی ۔ ترجمہ ۔ نہیں بہتری ہے جماعت میں
عورتوں کے مگر نزدیک میت کے لاتکون المراۃ حکما تقضی بین العامۃ
بسند دیلمی ۔ ترجمہ ۔ نہیں ہوتی ہے عورت حکم کہ فیصلہ کرے درمیان عام لوگوں کے
لیس للنساء فی الجنازۃ نصیب ۔ بسند طبرانی ۔ ترجمہ ۔ نہیں ہے واسطے
عورتوں کے جنازہ میں کوئی حصہ ۔ لیس للنساء فی اتباع الجنازۃ اجر بسند
بیہقی ۔ ترجمہ ۔ نہیں ہے واسطے عورتوں کے تبعیت جنازہ میں کوئی اجر لیس للنساء
سلام ولا علیھن سلام بسند ابی نعیم ۔ ترجمہ ۔ نہیں ہے واسطے عورتوں کے

سلام اور نہیں ہے اوپر اون کے سلام کرنا۔

ف۔ ان پانچوں حدیث سے ثابت ہے کہ جب عورتوں کا جمع ہونا سوائے میت کے نزدیک کے اور کہیں پر جائز نہیں ہے اور جبکہ وہ عام لوگوں میں حکم بنکر فیصلہ نہیں کر سکتی ہیں اور جبکہ وہ جنازے کے ہمراہ نہیں جا سکتی ہیں اور جبکہ اونہیں کوئی سلام نہیں کر سکتا ہے اور نہ وہ کسی کو سلام کر سکتی ہیں۔ تو ایسی پابندی کیحالت میں اون کا مذکورہ بالا مقامات میں جمع ہونا اور جانا اور مجمع میں عوام الناس کے شریک ہونا کیونکر جائز ہو سکتا ہے۔ بجز اسکے کہ خلافِ احکام شریعت کے اون کا عمل کرنا خاصی معصیت کا شکار بن جانا ہے۔ اور جس معصیت میں شوہر بھی بوجہ اجازت دینے یا شریک رہنے کے شکار ہوتا ہے اور کیا کہا جائے۔ اور شوہروں کو تو ذیل کی ان دو حدیثوں سے متنبہ ہوکر اجازت دینے یا ہمراہ رہنے میں اپنا اختیار دیکھنا چاہیئے کہ مقابلہ میں حکم خدا و رسول کے کہانتک جائز و ناجائز ہے۔ خالفوا النساء فان فی خلافھن برکۃ۔ بسند عساکر۔ ترجمہ۔ مخالفت کرو تم عورتوں کی اس لئے کہ اون کے خلاف میں برکت ہے۔ طاعت النساء ندامۃ۔ بسند بخاری و مسلم۔ و ابی داؤد۔ ترمذی۔ ونسائی۔ و ابن ماجہ۔ ترجمہ۔ طاعت عورتوں کی ندامت ہے۔ قلۃ الحیاء کفر۔ بسند ابن عساکر۔ ترجمہ۔ کمی حیا کی کفر ہے۔

ف۔ ان تینوں حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ خلاف حکم خدا و رسول کے محل میں شوہر کا اجازت دینا یا شریک ہمراہ رہنا اور شرم و حیا کو ترک کرنا معصیت میں داخل ہے۔ اور ان کے اختیار معطیہ کو ساقط کرتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایسی فقیہ جن سے اہم مسئلوں میں بڑے بڑے فقہائے زمانہ (اصحاب رسول اللہ) رائے لیا کرتے تھے۔ بروایت بخاری اون کا یہ فرمانا کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر اون عورتوں کے کرتوتوں کو دیکھتے جو انہوں
نے بعد کو نکالے ہیں تو ضرور اون کو مسجد میں جانے سے منع کر دیتے جیسے بنی اسرائیل
کی عورتیں منع کیگئی تھیں اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ آپ کے زمانہ میں جو
بعد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اک قرب کا زمانہ خیر القرون کا تھا عورتوں
نے ہاتھ پیر فتنے کے نکالے تھے تو اب تو چودھویں صدی گذر رہی ہے قیاس
کرلینا چاہیئے کہ اس آخر زمانہ میں عورتیں جو کچھ نہ کر گذریں اون کے کم عقلی سے
بعید نہیں ہے کہ اکثر عورتیں آریہ سماجوں میں اپنے باہر نکلنے کی وجہ سے چلی گئیں
جو واقعات سے ظاہر ہے۔ اقتضاء وقت وملک کا یہی ہے کہ وہ روکی جائیں
اور اون کے شوہر حسب احکام قرآن وحدیث آزادانہ تماشا گاہوں میں جا بجا
کے پھرنے سے روکیں اور نہ خود لیکر جائیں کیونکہ اکثر جگہیں فتنہ وفساد اور محل تہمت
کے بھی ہیں جیسے شارع نے اون کو وقرن فی بیوتکن اور فامسکوھن فی
البیوت فرما کر بچایا ہے اور حدیث میں ہے کہ اتقوا مواضع التہم بسند
ترمذی وبخاری یعنے تہمت کی جگہوں سے بچو سورہ نور کی ایک ہی آیت میں
دو جگہ پر ولا یبدین زینتہن الا ما ظہر منہا اور ولا یبدین زینتہن
الا لبعولتہن وارد ہے اور تکرار تاکید پر دال ہے اس امر کے کہ عورتیں اپنے
زیب وزینت کو چھپائیں اور اپنی زینت اور اپنے کو مثل اظہار محاسن جاہلیت کے
ظاہر نکریں اول جگہ میں الا ما ظہر منہا کی تفسیر میں صاحب تفسیر جلالین تحریر فرماتے
ہیں کہ ولا یبدین ای لا یظہرن۔ زینتہن الا ما ظہر منہا۔ وھو
الوجہ والکف فیجوز نظرہ لاجنبی ان لم یخف فتنۃ فی احد
وجہین والثانی یحرم لانہ مظنۃ الفتنۃ ورجح حسما للباب یعنے
الا ما ظہر منہا میں منہ اور ہتیلی داخل ہے جس کو اجنبی کیلئے دیکھنا جائز ہوتا

ہے بشرطیکہ فتنہ کا خوف نہ ہو اور اگر خوف فتنہ کا ہو تو نہیں جائز ہوتا دوسرے وجہ یہ ہے کہ اجنبی کیلئے دیکھنا حرام ہوتا ہے اسلئے کہ جگہ گمان فتنہ کی ہے اور ترجیح دیگئی ہے ۔ وجہہ ثانی کو ازروئی قطع باب مفاسد کے ۔ ان دونوں وجھوں سے بالآخر نتیجہ یہی ثابت ہو کر نکلتا ہے کہ مُنہہ اور ہتیلی الا ماظہر منہا میں داخل نہیں ہے اور عورت کے لئے اوس کا دکھلانا اجنبی کو اور اجنبی کا دیکھنا دونوں حرام ہے کیونکہ اس دیکھنے اور دکھلانے کے باب کو شرع نے بالکلیہ مُنہہ اور ہتیلی کے لئے بھی قطع ہی کر دیا ہے ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما جو قریشی ہیں اور جن کی زبان میں قرآن مجید نازل ہوا ہے اور اس لئے اون کی تفسیر زائد معتبر ہے تحریر فرماتے ہیں کہ ولا یبدین ای لا یظھرن زینتھن الدملوج والوشاح الا ماظہر منہا من ثیابہا یعنے الا ماظہر منہا میں عورتوں کا اوپر کا کپڑا داخل ہے جس میں وہ ازسرتا پا چُھپی رہتی ہیں اور دملوج جو ہاتھ کا زیور کلائی پر مثل کنگن وغیرہ کے ہوتا ہے اور وشاح وہ مرصع بجواہر زیور ہے جو گول مثل قلادہ کے ہوتا ہے عورتیں جس کو عنق سے لیکر کمر تک پہنتی ہیں زینتھن میں عورتوں کے داخل فرمایا ہے کہ ان کو وہ نہ ظاہر کریں اور مُنہہ اور کف کا ذکر ہی نہیں کیا ہے نہ انکو الا ماظہر میں داخل کیا ہے بلکہ اوپر کے کپڑے کو داخل کیا ہے اور دونوں زیورات کے ذکر کرنے سے جن کو زینت میں داخل کیا ہے اس سے صاف اشارہ اس بات کی طرف ظاہر ہوتا ہے کہ ہاتھ اور مُنہہ کو چھپائے رکھنا ضروری ہے اور آپ کے تحریر کی تائید اوس حدیث سے بھی ہوتی ہے جو باب استئذان میں بخاری علیہ الرحمۃ نے بروایت حضرت عائشہ رض لکھا ہے کہ حدثنا عبد اللہ بن یوسف اخبرنی مالک عن یحیی بن سعید عن عمرۃ بنت عبد الرحمن عن عائشہ

قالت ان کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لیصلی
الصبح فینصرف النساء متلفعات بمروطھن ما یعرفن من
الغلس - ترجمہ ہمسے عبداللہ بن یوسف تبنسی نے بیان کیا مجھ کو امام مالک نے
خبر دی انھوں نے یحیٰی بن سعید انصاری سے انھوں نے عمرۃ بنت عبدالرحمٰن
سے انہوں نے حضرت عائشہ رضؓ سے انہوں نے کہا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم صبح کی نماز پڑھ لیتے پھر عورتیں چادر لپیٹے اپنے گھرون کو لوٹتیں اندہیرے
سے اون کی پہچان نہو سکتی - اس حدیث میں مروط کا لفظ آیا ہے وہ ایسا کپڑا ہے
جو سر سے لیکر پیر تک کا ہوتا ہے جس میں از سرتا پا تمام اعضا مع مُنہ و ہاتھ کے
چھپا رہتا ہے جیسے برقعہ یا چارشف وغیرہ اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ
کے عہد میں اندہیرے میں صبح کو یا رات کو بھی تمام عورتیں دستوراً از سرتا پا اپنے
کو لپیٹے ہوے مسجد میں جاتی تھیں کہ کوئی اعضا اون کے ہاتھ یا مُنہ کوئی بھی
نہیں دکھلائی دیتا تھا اور یہ ظاہر ہے کہ ایسا چھپانا اور پردہ اسی لئے تھا کہ اجنبی کی
نظر کسی زینت پر نہ پڑے اور اپنی زینت ظاہر نہو - اور جو کچھ فتنہ و فساد برپا ہوتا
ہے وہ ہاتھ ہی اور چہرے کے دیکھنے سے اُٹھ کھڑا ہوتا ہے لہذا اون کا چھپانا
اجنبی سے منصوصہ و فرض ہے - اور جو لوگ کہ اپنی لڑکیوں کو جو قریب بلوغ
ہیں یا کمسن ہیں زنانہ مدرسوں میں پڑھواتے ہیں یہ بموجب شریعت حقہ جائز نہیں
ہے نہ قرآن نہ حدیث نہ آثار صحابہ کسی سے ثابت نہیں ہے اور یہ محل فتنہ و مظنہ
اور فساد سے خالی نہیں ہے طرز عمل مسلمان شرفا میں سابق سے یہی چلا آرہا ہے
کہ اون کے باپ یا چچا یا ماموں یا بھائی یا شوہر اندر خانہ انکو خود پڑھاتے ہیں جیسا کہ
حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے حضرت عائشہ رضؓ کو پڑھایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے اون کی تعلیم و تربیت کیا جیسا کہ ابن جوزی علیہ الرحمۃ نے اپنی تفسیر منتخب میں

لکھا ہے۔ اوپر کے آیات و احادیث سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ انکا مدرسوں
میں بھیجنا جائز نہیں بلکہ صاف نصِ صریح اسی پر دال ہے کہ اندر خانہ ہی پڑھوانا
چاہئے جکا واذکرن مایتلی فی بیوتکن من آیات اللہ والحکمۃ
ان اللہ کان لطیفا خبیرا سے مسلمانون کیلئے یہی حکم دیا گیا ہے جو واجب
الامتثال ہے اس کے سوا غیر سبیل المؤمنین نو ایجاد طریقہ مدرسوں کا ایک ضلالت
محض ہے اور خدا اور رسول کیساتھ شقاق ہے جو من بعد ما تبین لہ الھدیٰ
کے ہے اور جو نہیں مانتے اور نہیں سنتے تبعیت کرتے ہیں غیر کی اون کے لئے
نولہ ما تولی ونصلہ جھنم وساء ت مصیرا ہے اور اس آیت میں
جملہ من آیات اللہ والحکمۃ کے تعین سے متروک ہونے جملہ مختلف الالسنہ سے
یہی ثابت ہے کہ عورات کو قرآن و حدیث ہی پڑھنا و پڑھوانا چاہئے انگریزی وغیرہ
کی جو تعلیم اون کو دیجاتی ہے اون کے لئے جائز نہیں ہے۔ اسلئے کہ وہ بنئے بقال
دوکانداروں سے ملکر ساب کتاب نہیں کرسکتی ہیں یہ کام مردون کا ہے۔ وہ نہ حکم
بنکر کوئی فیصلہ کرسکتیں نہ باہر عوام میں جاسکتیں جو لوگ اس کو روا رکھتے ہیں خلاف
حکم خدا کے چلتے ہیں اور یہی آیت اک قوی دلیل ہے مسلمانوں کے قدامت عل
کی۔ اور یہی آیت ہے جس کو فقہا نے حجت پکڑ کر عورات کا اعتکاف اونکے بوت
ہی میں قرار دیا ہے اور مسجدوں میں اون کا اعتکاف کے لئے بیٹھنا جائز نہیں رکھا
ہے پھر جبکہ مسجدوں خانہ خدا میں اعتکاف ایسی عبادت کیلئے جو عمرہ کے برابر ہے بٹھنا
اون کا ناجائز و ممنوع ہے تو مدرسوں میں تعلیم کیلئے بیٹھنا گو مدرسہ زنانہ ہی
کیوں نہو باوجود حکمِ نافذہ اس آیت کے کیونکر جائز ہوسکتا ہے اور اللہ تعالےٰ
نے جو قرآن و حدیث ہی کو عورتوں کے لئے مخصوص کیا ہے اس میں ایک نکتہ
عارفانہ یہ ہے کہ بوجہ گوشہ نشینی و مقید رہنے اون کے عصمت و عفت پر اونکے

اعتماد کرکے اون کو اپنے اولیاء اور متقربین میں داخل کیا ہے اور یہ بہت بڑا
احسان اور انعام اون کے ساتھ کیا ہے جو اوسکے فضل و رحم پر دال ہے۔ ذٰلک
فضل اللہ یوتیہ من یشاء جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ اھل القرآن اھل
اللہ وخاصتہ۔ بسند نسائی و ابن ماجہ۔ یعنے اہل قرآن اہل اللہ کے ہیں اور
خاص اوس کے وقال فی النھایۃ ای حفظۃ القرآن العاملون بہ
ھم اولیاء اللہ یعنے حافظ قرآن و عمل کرنے والے اوس کے ساتھ کے وہ سب
اولیاء اللہ ہیں اھل القرآن عرفاء اھل الجنۃ۔ بسند حاکم۔ یعنے اہل
قرآن اولیاء ہیں اہل جنت کے من قرأ القرآن وحفظہ ادخلہ اللہ الجنۃ
وشفعۃ فی عشرۃ من اھل بیتہ کلھم قد استوجب النار۔ بسند ابن ماجہ
یعنے جس نے پڑھا قرآن اور یاد کیا اوس نے اوس کو تو داخل کریگا اوس کو اللہ
جنت میں اور شفاعت قبول کریگا اوسکے اہلبیت سے دس آدمی کی جو کل مستوجب
نار ہوں گے۔ خیارکم من قرأ القرآن واقرأہ۔ بسند ابن خریس یعنے
بہتر تم لوگوں کا وہ شخص ہے جو پڑھے قرآن اور پڑھاوے اوسکو حبل اللہ
ھوالقرآن۔ بسند دیلمی۔ رسی اللہ کی قرآن ہے۔ حامل القرآن موقّی
بسند دیلمی۔ حامل قرآن شخص بچایا جائیگا۔ علیکم بالقرآن فانہ کلام
ربّ العالمین۔ بسند دیلمی۔ تم لوگوں پر قرآن کا پڑھنا ہے اس لئے کہ وہ
کلام رب العالمین ہے۔ القرآن ھوالدواء بسند قضائی۔ قرآن دواء ہے۔
القرآن کلام اللہ وسائر الاشیاء خلقہ۔ بسند دیلمی۔ قرآن کلام اللہ
کا ہے اور تمام اشیاء اوس کی خلق ہے۔ القرآن احب الی اللہ من
السمٰوت والارض بسند دیلمی۔ قرآن محبوب تر طرف اللہ کے ہے آسمانوں
اور زمین سے۔ اور ابن جوزی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب صفوۃ الصفوۃ مین جو

اجل تصانیف سے اون کے ہے لکھا ہے کہ حضرت امام احمد علیہ الرحمۃ نے فرمایا
کہ مین نے رب العزۃ کو خواب مین دیکھا تو کہا کہ اے رب کیا افضل ہے اون چیز
کی جسکے سبب سے متقربین تیری طرف قربت حاصل کرتے ہین فرمایا کہ بسبب میرے
کلام کے ای احمد۔ تو مین نے کہا کہ بفہمٍ بغیر فہمٍ۔ تب فرمایا کہ بفہمٍ وبغیر فہمٍ۔ حاصل کلام یہ ہے کہ
قرآن مجید چاہے سمجھ کر پڑھے یا بغیر سمجھے پڑھے اوس سے تقرب الٰہی حاصل
ہوتا ہے اور وہ شخص متقربین میں داخل ہوجاتا ہے۔ اور قرآن شریف کے
پڑھنے والوں کے لئے ایک یہ بھی خصوصیت ہے کہ ہر حرف پر دس نیکیاں انکو
ملتی ہیں جو کسی کلام اور زبان کے پڑھنے میں نہیں ہے۔

وجہ دوم۔ یہ ہے کہ نفس مدرک ومحس ومتحرک ہے اپنے اختیار سے اور محرک
ہے بدن کیلئے از روے قسر وقہر کے اور وہ مؤثر ہے بدن میں اور متاثر ہے
بدن سے اور متالم ہوتا ہے اور لذت اٹھاتا ہے اور خوش ہوتا ہے اور غمگین
ہوتا ہے اور راضی ہوتا ہے اور غصہ کرتا ہے اور نیکی پاتا ہے اور برائی پاتا
ہے اور محبت کرتا ہے اور ناخوش ہوتا ہے اور یاد کرتا ہے اور بھولتا ہے اور صعود
کرتا ہے اور نزول کرتا ہے اور پہچانتا ہے اور انکار کرتا ہے اور آثار اس نفس کے
بڑی دلیل ہے دلیلون سے اوس کے وجود پر جیسا کہ آثار خالق وسبحانہ تعالیٰ کے
دال ہیں اوسکے وجود پر اور اوسکے کمال پر اس لئے کہ دلالت اثر کی اوپر اپنے
مؤثر کے ضروری ہے اور تاثیرات نفوس کے اونکے بعض کے بعض میں ایک ایسا امر ہی
کہ نہین انکار کرتا ہے اوسکا کوئی صاحبِ حس سلیم کا اور نہ عقل مستقیم کا اسلئے کہ اگر
کسی نے خوشی کی نظر سے دیکھا تو اوس کا احساس ہوتا ہے غم کی نظر سے دیکھا ہی
اوس کا احساس ہوتا ہے۔ غصّہ سے دیکھتا ہے تو احساس ہوتا ہے محبّت سے
دیکھتا ہے تو احساس ہوتا ہے بُرائی سے دیکھتا ہے تو احساس ہوتا ہے۔ رضامندی

کی نظر سے دیکھتا ہے تو اوسکا احساس ہوتا ہے ۔ انکار سے دیکھتا ہے تو احساس
ہوتا ہے ۔ ایسا ہی بدکاری و زنا کی نظر سے دیکھتا ہے تو اوس کا بھی احساس
ہوتا ہے ۔ غرضکہ اثر موثر کا ضرور محسوس ہوتا ہے اور بعض نفوس خبیثہ اپنا اثر بواسطہ
آنکھ کے ڈالتے ہیں کہ تاثیر اوس کی عالم میں قوی ہوتی ہے اور یقیناً اوس سے
بدن اور اوس کے اعراض عاجز ہو جاتے ہیں خصوصاً جبکہ مخالفت اون کے
خواہش کی اور حملہ کرنے کی اخلاق عالیہ عفت اور عدل اور سخا وغیرہ پر ہوتی ہے
اور وہ یہ ہے کہ نظر کرتا ہے نفس طرف پتھر عظیم کے تو پھاڑ دیتا ہے اوس کو یا نظر
کرتا ہے طرف حیوان کبیر کے تو تلف کر دیتا ہے اوس کو یا طرف نعمت کے تو زائل
کر دیتا ہے اوس نعمت کو ۔ ایسا ہی اگر کسی عورت کی طرف بدکاری و زناکاری
کی نظر سے نظر کرتا ہے تو اوس کو اپنے سے رضامند کر لیتا ہے اور اس عورت کا
دل لے لیتا ہے اور تحقیقاً یہ امر ایسا ہے کہ اوس کو ایک امم نے باختلاف اجناس
ان نفوس کے اور اون کے ادیان کے دیکھا ہے اور اسکا نام رکھا گیا ہے ۔
اصابۃ العین یعنے آنکھ کا پہونچانا یا لگانا اور ایسا کرنے والے سے اور اوسکے
اثر سے لوگ پرہیز کرتے ہیں چنانچہ نظر کا لگنا کلام مجید سے ثابت ہے کہ حضرت
یعقوب علیہ السّلام نے اپنے لڑکون کو حکم دیا کہ مصر میں سب لوگ ایک ہی دروازہ
سے مت داخل ہونا بلکہ متفرق دروازوں سے تاکہ نظر نہ لگے ۔ اور نبی کریم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے دفع ضرر عین کیلئے یہ حکم دیا ہے کہ نظر لگانے والا اپنی بغلون کو
اور مواضع نجس کو پانی سے دھوئے پھر وہ پانی اوپر نظر لگائے گئے کے بہائے
اسلئے کہ اس سے زائل ہو جاتی ہے تاثیر نفس خبیثہ کی نظر لگائے گئے ہیں اور یہ
بسبب امر طبعی کے ہے کہ مقتضی ہوئی ہے اوس کو حکمت اللہ سبحانہ تعالیٰ کی ۔ اسلئے
کہ نفس امّارہ کو انہی مواضع کیساتھ تعلق اور الفت ہے اور ارواح خبیثہ خارجیہ مدد

کرتی ہے اوس نفسِ امارہ کی اور الفت رکھتی ہے انہی مواضع کی اور یہ غالباً واسطے مناسبت کے ہے جو درمیان اوس ارواح اور درمیان نفس امارہ کے ہے پس جس وقت دہوئی جاتی ہے بغل پانی سے تو بجھ جاتی ہے یہ ناریت اوس نفس امارہ سے جیساکہ بجھ جاتی ہے حدید گرم کی ہوئی پانی سے ایسا ہی پانی بہائے جانے سے وہ ناریت جو وصل ہوئی تھی آنکھ لگائے گئے میں بجھ جاتی ہے جس کو آنکھ لگانے والے نے لگایا تھا۔ اور نظر کا لگنا اور اوسکے ذریعہ سے اثر پہنچانا حق ہے اوسکے متعلق احادیث آئندہ لکھی جائینگے۔ اور نفوس کے بواسطۂ آنکھ اپنے نظر بازی سے عورتوں پر اثر پہونچانیکے علاوہ ایک یہ بات بھی ہے کہ مردون کا مزاج حار یابس ہے اسلئے اون میں قوت فاعلیہ ہے جس سے اون کی ہر قوت فعلیہ کا قوی اثر عورتوں پر پڑتا ہے کہ وہ مغلوب وعاجز ہو جاتی ہیں اور عورتون کا مزاج بارد رطب ہے اس لئے اون میں بوجہ رطوبت ولدونت اپنے قوت انفعالیہ یعنے قبول کی ہے جس سے وہ مردوں کے ہر قسم کے اثر کو بسرعت قبول کرلیتی ہیں۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ مردوں کو عورتوں کے کیساتھ اور عورتوں کو مردوں کیساتھ ایک مخصوص میلان خلقی اور طبعی ہے جو منصوص ہے اور وہ لتسکنوا الیھا اور خلق منہا زوجھا سے ثابت ہے کہ مرد تو عورت کیطرف تسکین پاتا ہے اس لئے اوس کی طرف مائل ہوجاتا ہے اور عورت ادسی مرد سے پیدا ہے اس لئے اوس کی طرف مائل ہو جاتی ہے اور ان دونون کے میلان کی ابتدا اوّل نظر بازی ہی کی بدولت ہوتی ہے ادہر نظر لڑی کہ رضامندی موافق اثر کے پیدا ہوئی۔ کسی شاعر نے کہا ہے کہ۔ بہر جا ہچو مئے آن نرگس مستانہ می گردد؛ رگِ جان نظر بازان خط پیمانہ می گردد؛ آنکھ لڑتے ہی لیا دل یہ نظر تو دیکھو؛ ہائے ظالم کی نگاہوں میں اثر تو دیکھو؛ اور اکثر یہ دیکھا جاتا ہے کہ جب کوئی عورت آگئی تو مردوں کی نگاہیں ضرور اوسپر اوٹھتی اور پڑتی ہیں

اور اوس کے خال وخط کے دیکھنے میں مصروف ہوجاتے ہیں اوسکے محاسن پر
شیدا ہوکر بعض لوگ توجا بجا اوس کے لٹو ہوکر گھومتے بھی ہیں اور عورتوں کی بھی
یہ حالت دیکھی جاتی ہے کہ لاکھ اون کو پردے میں رکھئے لیکن وہ تانک جھانک
سے نہیں باز آتی ہیں اور جو آزاد منش ہیں اون کو تو کچھ پوچھئے ہی نہیں اکثر جگہوں
مین مجسم پردہ سے باہر ہوکر دیکھا کرتی ہیں۔ چونکہ نفوس انسانی مختلف اجناس کے پائے
گئے اور خصوصًا نفوس امّارہ اور خبیثہ ضل۔ اور برائی وفتنہ وفساد کے ثابت ہوئے تو
اوس شارع نے جکا علم قدیم اور وسیع ہے عورتوں کے محفوظی عصمت کے لئے کہ وہ
غیر مسافحات ولا متخذی اخذان کہی جاسکین اور مردوں کے سلئے کہ
نساء کم حرث لکم اون کی کھیتی کو اغیار نہ کاٹ لیجائیں اور وہ خود بھی اپنی عفت
کیساتھ بسر کریں یہ حکم دیا کہ قُل لِّلْمُؤمِنِیْنَ یَغُضُّوا مِنْ اَبْصَارِھِمْ وَیَحْفَظُوا
فُرُوجَھُمْ ذٰلِکَ اَزْکٰی لَھُمْ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِمَا یَصْنَعُوْنَ ۔ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ
یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِھِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَھُنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَھُنَّ آخر آیت
تک ۔ ترجمہ کہہ مؤمنیں کے لئے کہ وہ اپنی آنکھین بند کرین اور حفاظت کریں اپنے
فُروج کی یہ اون کے لئے پاکی ہے اور اللہ خبر دار ہے اوس چیز کے ساتھ
جو وہ کرتے ہیں اور کہہ مؤمنات کیلئے کہ وہ اپنی آنکھین بند کرین اور حفاظت
کریں اپنے فُروج کی اور نہ ظاہر کریں اپنی زینت کو۔ ان ہر دو آیت سے ظاہر
طور پر ثابت ہے کہ نہ مرد کسی عورت کو دیکھے اور نہ عورت کسی مرد اجنبی کو
سوائے اپنے شوہر اور اپنے محرموں کے جس کی تفصیل اسی آیت میں آگے
بتائی گئی ہے ۔ اور ان ہر دو آیت میں یغضوا اور یغضضن کے معنی
کو خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک موقع پر ایسا فرمادیا ہے کہ جس سے
کسی اور دوسرے کو بیان کرنیکی حاجت باقی نہ رہے ۔ اور نہ کوئی اوس سے

بہتر بیان کر سکتا ہے۔ وہ یہ کہ ام المومنین ام سلمہ سے روایت ہے کہ وہ جناب
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں اتنے میں ابن ام مکتوم
(جو ایک جلیل القدر نابینا صحابی تھے) آئے اور سیدھے پیغمبر صاحب کے
پاس پہونچے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (امّ المومنین امّ سلمہ اور ام المومنین
میمونہ کی طرف کہ یہ بھی وہیں موجود تھیں روئے سخن کرکے) فرمایا کہ تم دونوں پردہ میں
ہوجاؤ (ام المومنین ام سلمہ کہتی ہیں) کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ابن ام مکتوم
نابینا نہیں ہیں کہ ہمیں نہیں دیکھتے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم تو
اندھی نہیں ہو کیا تم اسے نہیں دیکھتیں۔ بسند احمد ترمذی وابوداؤد۔ اس سے صاف
ظاہر ہے کہ ابن ام مکتوم اگرچہ نابینا ہیں لیکن عورتیں چونکہ بینا ہیں بموجب کلام الٰہی اونکو
نہیں دیکھ سکتی ہیں اور اسی جگہ سے یہ بھی ثابت ہے کہ مرد جو بینا ہے۔ اگرچہ کوئی
عورت نابینا ہو تو اوس کو نہیں دیکھ سکتا ہے۔ چہ جائیکہ مرد بھی بینا ہو اور عورت
بھی بینا تو ایسی حالت میں بدرجۂ اولیٰ کوئی ان میں سے ایک دوسرے کو بموجب
حکم خدا ورسول کے نہیں دیکھ سکتا ہے اور اسی لئے حدیث میں ہے کہ زنا العینین
النظر۔ بسند طبرانی۔ یعنے زنا دونوں آنکھ کی نظر ہے وزنا اللسان الکلام۔
بسند ابوداؤد۔ یعنے زنا زبان کے کلام کرنا ہے۔ اس سے ثابت ہے کہ نہ مرد
یا عورت کوئی ان میں سے ایک دوسرے اجنبی یا اجنبیہ کو نہ دیکھ سکتے اور نہ کلام کر سکتے۔ کیونکہ
شرعاً ممانعت ہے۔ اور یہ دونوں زنا میں داخل ہے۔ درباب فراست حضرت
عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما منقول ہے کہ ایک آدمی اون کے صحابہ میں
سے آپ کے پاس آئے انہوں نے راستہ میں ایک عورت کو دیکھا اور اوسکے
محاسن پر نظر لگایا تھا تو آپ نے اوس سے فرمایا کہ ایک تم لوگوں کے میرے
پاس آتے ہیں اور اثر زنا کا اون کے دونوں آنکھ سے ظاہر ہے تو اس آدمی نے

کہا کہ کیا بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وحی آئی ہے آپ نے فرمایا
کہ نہین تبصرہ و فراست صادقہ ہے۔ جیساکہ ابن قیم علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب الروح
مین لکھا ہے۔ اور اونہی وجوہ کی بناء پر شارع نے کسی کے مکان کے اندر یا کسی کے
پاس بغیر اذن لئے ہوئے چلے جانیکی ممانعت کیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ یاَیُّھا
الذین اٰمنوا لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا وتسلموا
علی اھلھا ذلکم خیر لکم لعلکم تذکرون فان لم تجدوا فیھا احدًا
فلا تدخلوھا حتی یؤذن لکم وان قیل لکم ارجعوا فارجعوا
ھو ازکی لکم واللہ بما تعملون علیم۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت
داخل ہو گھروں میں سوائے گھروں اپنے کے یہانتک کے اذن پوچھو اور سلام کرو
اوپر رہنے والوں اون گھروں کے یہ بہتر ہے واسطے تمہارے تاکہ تم نصیحت پکڑو
اور اگر نہ پاؤ تم اوس گھر میں کسی کو مت داخل ہو اوس میں یہانتک کہ اذن دیا جائے
واسطے تمہارے اور اگر کہا جاوے واسطے تمہارے کہ پھر جاؤ تو پھر جاؤ وہ پاکیزہ
ہے واسطے تمہارے اور اللہ ساتھ اوس چیز کے کہ کرتے ہو تم جاننے والا ہے
ادب المفرد امام بخاری علیہ الرحمۃ باب ۴۸۲ مین لکھا ہے کہ حضرت عائشہ رض
نے فرمایا کہ مین نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حیس کہا رہی تھی اتنے مین
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا گذر ہوا آپ نے اونہیں بھی بلالیا وہ بھی کھانے لگے
پس اون کا ہاتھ میری اونگلی سے چھو گیا آپ نے فرمایا حس اگر تم (عورتون)
کے بارہ مین میری بات مانی جائے تو تم پر کسی کی نظر نہ پڑے پس پردہ کا حکم
نازل ہو گیا۔ نظر کا پڑنا یا نظر کا لگنا کئی طرح پر ہوتا ہے جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے
کہ مضرت پہونچتی ہے اور بدکاری کی بھی اسی سے ابتداء ہوتی ہے اسی لئے
حدیث مین آیا ہے کہ اَلعَینُ حقٌ حتّٰی تدخلَ الرجلَ القبرَ والجملَ القدرَ

بسند ابن عدی یعنے نظر کا لگنا حق ہے یہانتک کہ آدمی قبر کو جائے اور اونٹ ہانڈی میں جائے العین حق تستنذل الخالق ای الجبل بسنہ سند امام احمد رضہ یعنے نظر کا لگنا حق ہے کہ گرا دیتی ہے پہاڑ کو العین حق بسند بیہقی یعنے نظر کا لگنا حق ہے ۔ العین حق یحضرھا الشیطان وحسد ابن آدم بسند مسند امام احمد ۔ یعنے نظر کا لگنا حق ہے ۔ حاضر ہوتا ہے اوس کو شیطان اور حسد ابن آدم کا ۔ اور بسند آصفہانی یہ بھی آیا ہے کہ ان النساء حبائل الشیطان یعنے عورتین رسّیان ہیں شیطان کی ۔ پھر جب کسی عورت پر کسی کی نظر پڑے تو شیطان کب باز آتا ہے بغیر ورغلاتے ہوئے اور اوس کو آوارگی کی طرف مائل کیے ہوئے ۔ باب (۴۹۰) عبداللہ سے ایک شخص نے پوچھا کہ ماں کی ملاقات کو بھی پکار کر جایا کروں فرمایا کہ تجھے ہر حال میں اوسے دیکھنا نہیں پسند ہوگا ۔ ایک شخص نے حذیفہ سے پوچھا کہ ماں کے یہاں بھی پکار کر جایا کرون فرمایا کہ اگر نہیں پکاریگا تو کوئی مکروہ بات دیکھنے میں آجائیگی ۔ جابر نے فرمایا کہ آدمی اپنے لڑکون کے پاس یا ماں کے پاس جانے میں پکار لیا کرے اگرچہ ماں بوڑھیا ہو ۔ اور بھائی وبہن اور باپ کے یہاں جانے میں بھی پکار لیا کریں ۔ عبداللہ نے فرمایا آدمی اپنے ماں باپ اور بھائی بہنوں کے یہاں پکار کر جایا کرے ۔ اور تین بار پکارے ۔ باب (۴۹۲) جو شخص سلام سے پہلے اجازت چاہے اوس کے بارہ میں حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ جب تک ابتدا بہ سلام نہ کرے اوس کو اجازت نہ دیجائے ۔ باب (۴۹۳) نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص تیرے مکان کے اندر جھانکے اوس پر تو اوسے کنکری پھینک کر اس طرح مارے کہ اوس کی آنکھ پھوڑ دے تو تجھ پر کوئی گناہ نہیں ہے ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے نماز پڑھ رہے تھے ایک شخص مکان کے اندر جھانکنے لگا بس آپ نے اپنے

ترکش سے ایک تیر نکالا اور اوس کے آنکھ کے مقابل برابر سیدھا کیا۔ باب (۴۹۴)
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدرا سے سر مبارک کھجلا رہے تھے کہ ایک شخص دروازہ کے
دراڑ سے مکان کے اندر جھانکنے لگا پھر جب آپ نے اوس کو دیکھا تو فرمایا کہ اگر
جانتا کہ تو مجھے جھانکتا ہے تو میں یہی مدرا تیری آنکھ میں گڑا دیتا۔ اور فرمایا کہ دیکھنے
ہی کے سبب سے تو اجازت لے لینا مقرر ہوا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجرہ میں دراڑ
سے ایک شخص جھانکنے لگا بس آپ نے تیر سیدھا کیا تو اوس شخص نے اپنا سر ہٹا لیا۔
باب (۵۰۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب آنکھ کو اندر گھسایا تو اذن
نہیں مل سکتا۔ ایک دیہاتی آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکان پر حاضر ہوا اور
دروازہ کے دراڑ سے آنکھ کو لگایا پس آپ نے ایک تیر یا نوک دار لکڑی اُٹھا کر اوسکو
دیکھنے لگے کہ اوس کی آنکھ پھوڑ دیں پس وہ چلدیا تب آپ نے فرمایا کہ سنتا ہے اگر تو ٹھہرتا
تو میں تیری آنکھ پھوڑ ہی ڈالتا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس شخص
نے اجازت سے پہلے کسی مکان کے صحن سے اپنی آنکھ بھر لی اوس نے فسق کا کام کیا
ان احادیث سے جو ادب المفرد امام بخاری کی ہے ثابت ہے کہ نہ مرد کسی عورت کو
کسی طرح دیکھ سکتا ہے اور نہ عورت کسی مرد کو دیکھ سکتی ہے۔ اور تاک جھانک کیلئے
بھی سخت حکم ہے کہ اگر کوئی جھانکے تو اوس کی آنکھ پھوڑ دو اس میں کوئی گناہ نہیں ہے
پھر جو عورتیں تاک جھانک کرتی ہیں وہ اس حکم سے مستثنیٰ نہیں ہیں مرد و عورت دونوں کو
اپنے خدا و رسول کے حکم کی پابندی کرنا چاہئے اور احترام کی نظر سے دیکھنا چاہئے کہ
اون کو ہر آفات سے بچایا گیا ہے۔

وجہ سوم یہ ہے کہ نساء کا نام کلام عرب میں عورت رکھا گیا ہے۔ جسکے معنی شرمگاہ
کے ہیں جیسے شرمگاہ کا دیکھنا قبیح ہے ویسا ہی عورت کا دیکھنا بھی بمقتضاء شرم و حیا قبیح ہے
اور قرآن پاک میں بھی تین مقام پر یہ لفظ مستعمل ہوا ہے جسکے معنی شرمگاہ اور خلوت در پردہ

کے حسب محل مفسرین نے لیا ہی اور ہر سہ آیت لغت کی تحقیق میں اولاً ذکر کردیگئی ہے۔ اور
اوس کی اصل عار سے ہے اس کے ظہور میں عار (یعنے ننگ و مذمت) لاحق ہوتا ہی جیساکہ
اوپر لکھا گیا ہے کہ وہ لغتاً ایک شئے مستور از سرتاپا پردہ دار موضوع ہے اسکے علاوہ
فطرتاً بھی باقتضائے خالق ان عورتوں کی مخصوص عضو ایک کوٹھری میں ایسی طرح مستور
ومخفی رکھی گئی ہے کہ کسی کی بھی نظر اوس پر نہیں پڑسکتی اور یہ محفوظی و مستوری اس لئے
ہے کہ اون کے رحم کی جو طبعاً تعریف کی گئی تو وہ بھی ایسی ہی ہے کہ حیوان حی فی
بطن حیوان حی تاکہ یہ حیوان جو ایک کوٹھری میں بند کیا گیا ہے ہر آفات بدنظری و صدمۂ
بیرونی سے محفوظ رہے جس سے اصلی غرض جو توالد و تناسل کی ہے ایسا نہو کہ وہ مردہ
ہوجائے اور صلاحیت توالد و تناسل اوس سے ضائع چلی جاے چنانچہ دلیل شاہدہ ہے
کہ بدکاری و بدنظری کے بدولت اکثر طوائف پیشہ کے اولاد نہیں ہوتی ہے اور چونکہ اناث
کے بھی نفوس مختلف الاجناس ہیں اور وہ اپنے ضعف و کم عقلی کے باعث جلد شکار
ہوجاتی ہیں اون کے لئے زائد اہتمام محفوظی و مستوری کے ضرورت ہوئی جو احتیاط کا
بھی اقتضا ہے پھر جب ایسی ضرورت و حالت رونما پائی گئی تو اس عضو کے محافظی کے علاوہ
اون کے لئے از سرتاپا چھپانے کا اور نہ دیکھنے دکھانے کا بھی حکم نافذ ہوا جیساکہ اوپر
کے دو وجہوں سے ظاہر ہے یہانتک کہ اون کو مجسم شرمگاہ قرار دیا گیا اور اسی شارع
نے جس نے از سرتاپا چھپانیکا حکم دیا اپنے مصالح علمیہ اور حکمت بالغہ سے کہ اوس کا علم
اور اس کی حکمت تمامی اشیاء پر محیط ہے زاید حزم و احتیاط سے اہتمام کرکے یہ حکم دیا۔
یاایها الذین امنوا لیستاذنکم الذین ملکت ایمانکم والذین لم یبلغوا
الحلم منکم ثلاث مرات من قبل صلوة الفجر وحین تضعون ثیابکم
من الظهیرة ومن بعد صلوة العشاء ثلاث عورات لکم لیس علیکم
ولا علیهم جناح بعدهن طوافون علیکم بعضکم علی بعض کذلک یبین الله

لکم الایات واللہ علیم حکیم۔ واذا بلغ الاطفال منکم الحلم فلیستاذنوا کما استاذن الذین من قبلھم کذلک یبین اللہ لکم ایاتہ واللہ علیم حکیم۔ ترجمہ۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو چاہئے کہ اذن مانگیں تم سے وہ لوگ کہ مالک ہوئے داہنے ہاتھ تمہارے اور جو لوگ کہ نہیں پہونچے بلوغ کو تم میں سے تین بار پہلے نماز فجر کے اور جسوقت اتار رکھتے ہو تم کپڑے اپنے دوپہر کو اور پیچھے نماز عشاء کے تین وقت پردہ کے ہیں واسطے تمہارے۔ نہیں اوپر تمہارے اور نہ اوپر اون کے گناہ پیچھے اون کے پھرنیوالے ہیں اور تمہارے بعضے تمہارے اور بعض کے اسی طرح بیان کرتا ہے اللہ واسطے تمہارے نشانیاں اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے اور جسوقت کہ پہونچیں لڑکے تم میں سے بلوغ کو پس چاہئے کہ اذن مانگے جیساکہ اذن مانگتے ہیں وہ لوگ کہ پہلے اون سے تھے اسیطرح بیان کرتا ہے اللہ واسطے تمہارے نشانیاں اپنی اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔ اس آیت میں ایک جملہ ثلاث عورات لکم کا وارد ہوا ہے اور ثلاث اوقات لکم نہیں فرمایا گیا ہے۔ اسکے معنی چاہئے آپ خلوت یا پردہ یا شرمگاہ کے کوئی بھی لیجئے۔ لیکن بادی النظر میں اسکا منشاء یہی قرین عقل سمجھا جائیگا کہ عورتیں از سرتا پا شرمگاہ و پردہ دار ہیں اور یہ جملہ اس آیت میں ایک قوی دلیل ہے اور دلیلوں سے اس مفہوم کیلئے اس لئے کہ تین وقت کا تعین جو کیا گیا ہے وہ سکون و اطمینان کا ہے جس میں رات کا وقت تو ستر کا بھی ہے اس میں عورتیں ایسی مقید کر دیگئی ہیں کہ درحقیقت مجسم شرمگاہ بن گئی ہیں کہ نابالغ لڑکے کا بھی بغیر اذن اوس تک گذر نہیں ہو سکتا۔ جو عورتوں کے حال سے واقف ہیں اور یہ اسی لئے کہ اوس لڑکے کی نگاہ اوپر نہ پڑے مگر وہ لڑکے نابالغ جن کے متعلق یہ آیت آئی ہے کہ الذین لم یظھروا علی عورات النساء وہ اس جگہ سے مستثنیٰ ہیں جو کہ عورتوں کے حال سے واقف ہی نہیں ہیں اور اس مفہوم مذکورہ بالا کی تائید حدیث سے بھی ہوتی جو قرآن شریف کی تفسیر

ہے ۔ المرأۃ عورۃ مستورۃ ۔ بسند ہدایہ ۔ ترجمہ ۔ عورت شرمگاہ چھپی ہوئی ہے
المرأۃ عورۃ مستورۃ فاذا خرجت استشرفها الشیطان ۔ بسند دار قطنی ۔ ترجمہ ۔ عورت
شرمگاہ چھپی ہوئی ہے جس وقت نکلتی ہے تو نگاہ اوٹھاتا ہے اوس کی طرف شیطان
اس آیت سے یہ بھی ثابت ہے کہ نظر ہی پڑنے یا لگنے کی وجہ سے اذن کا لینا مقرر
ہوا ہے اور اس جگہ نظر میں نابالغ اور بالغ لونڈی و غلام اور خدمتگار اور پیشہ ور آدمی
عورت ہو یا مرد لڑکا ہو یا جوان لڑکی بالغ ہو یا نابالغ سب داخل ہیں بدون اذن نہیں آ جا سکتی
ہیں باب ۴۸۹ ادب المفرد امام بخاری میں ہے کہ عطا نے کہا کہ میں نے ابن عباس سے
پوچھا کہ میں اپنی بہن کے یہاں بھی پکار کر جایا کروں اونہوں نے فرمایا کہ ہاں میں نے دوبارہ
اس طرح پوچھا کہ ہماری پرورش میں دو بہنیں ہیں ۔ میں دونوں کی کفالت کرتا ہوں اور
دونوں کا خرچ میرے اوپر ہے کیا اون دونوں کے دیکھنے کو پکار کر جایا کروں فرمایا کہ
ہاں کیا تجھے پسند ہے کہ اون دونوں کو ننگی دیکھ لے ۔ پھر یہ آیت پڑہی ۔ یاایها الذین
اٰمنوا لیستاذنکم الذین ملکت ایمانکم ثلاث عورات لکم تک پڑہکر فرمایا کہ ان
لوگوں کو انہی تین پردہ کے وقتوں میں پکارنے کو فرمایا ہے اور یہ آیت پڑہی واذا
بلغ الاطفال منکم الحلم ۔ آخر تک پڑہکر ابن عباس نے فرمایا کہ بس تو پکارنا واجب ہے
اور ابن جریج راوی نے اتنا بڑہا دیا کہ ہر شخص پر ۔

وجہ چہارم ۔ یہ ہے کہ ہر انسان جس میں مرد اور عورتیں سب داخل ہیں مجسم پیدا کیا
گیا ہے اور اوس کے ہر اعضاء ظاہری و باطنی ایک غرض خاص سے بنائے گئے ہیں
آنکھ دیکھنے کے لئے زبان بولنے کیلئے اور کان سننے کیلئے ہاتھ پکڑنے کے لئے پیر چلنے
کیلئے مونھ ذائقہ کیلئے ناک سونگھنے اور جلد لمس کیلئے ۔ پھر جبکہ انسان استعمال کرتا ہے اوس
عضو کو جو جس کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور شمار کرتا ہے اوس کو اوسی کے لئے تو وہ قائم
ایسے حق و عدل پر ہے کہ جس کے سبب آسمان و زمین قائم ہے اور یہی بہتری و صلاح ہے

داخل عضو کیلئے اور اوس کے رب کیلئے اور اوس شئے کے لئے جس میں اوس کو استعمال کیا ہے اور ایسا ہی انسان صالح ہی جو قائم ہے اپنے حال پر - واولئك على هدى من ربهم واولئك هم المفلحون - میں داخل ہی اور جبکہ نہیں استعمال کرتا ہے اوس عضو کو اوسکے حق میں بلکہ ترک کرتا ہے بطال ہوکر تو یہ خسران ہی اور صاحب عضو مغبون ہے اور اگر استعمال کرتا ہی خلاف میں اوس کے جس کے لئے وہ عضو پیدا کیا گیا ہے تو یہ ضلالت و ہلاکت ہے اور صاحب عضو اون لوگوں میں سے ہے جس نے بدل دیا ہے نعمت اللہ کو از روئے کفر کے اور ان سب اعضاء میں رئیس اور سردار اعضاء کا قلب ہی جس کے سبب سے اشیاء کا علم ہوتا ہے اور انسان حق و باطل بُرائی بھلائی میں امتیاز کر کے فتنہ و فساد سے بچتا ہے اور کہی مخزن ہے جمیع علوم کا معدن ہے عقول کا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جنگ صفین میں فرمایا کہ عقل دل میں ہے اور رحمت جگر میں ہے اور مہربانی طحال میں اور سانس پھیپڑے میں باب (۲۵۱) ادب المفرد امام بخاری علیہ الرحمۃ اور اوس کی شان میں یہ ہے کہ یہ قلب ہر آن و ہر ساعت میں بدلتا رہتا ہے - اسی لئے اس کا نام قلب رکھا گیا ہے - اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ان فی الجسد مضغۃ اذا صلحت صلح الجسد کلہ واذا فسدت فسد الجسد کلہ الا وھی القلب - اور اسکے علاوہ طبائع و نفوس انسانی مختلف الاجناس خبیثہ و شریفہ ہر طرح کے ہیں جنمیں امتیاز بھی بھلائی و برائی کے سمجھنے کا مختلف ہے اس لئے شارع حکیم مطلق نے اس خیر الامم کیلئے یہ تجویز فرمایا کہ مردوں اور عورتوں کے درمیان میں حجاب حائل ہونا چاہئے تاکہ سب سے بڑا جو اُن کا عضو سردار اعضاء کا قلب ہے ہر طرح کی برائی و فتنہ و فساد سے محفوظ رہے اور صالح و پاک ہو کر رہے جس سے اون کے جسم میں کوئی فساد و تغیر بدنفسی و بدوضعی اور بری خواہشات کا نہ پیدا ہو یہ حکم صادر فرمایا کہ یا ایھا الذین آمنوا لا تدخلوا بیوت النبی الا ان یوذن لکم الی طعام غیر ناظرین انٰہ ولٰکن اذا دعیتم فادخلوا

فاذا طعمتم فانتشروا ولا مستانسین لحدیث ان ذلکم کان یوذی النبی
فیستحی منکم واللہ لا یستحی من الحق واذا سالتموھن متاعًا فسئلوھن
من وراء حجاب ذلکم اطہر لقلوبکم وقلوبھن وماکان لکم ان توذوا
رسول اللہ ولاان تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابدا ان ذلکم کان عند اللہ
عظیما ان تبدوا شیئا او تخفوہ فان اللہ کان بکل شیٔ علیما۔ ترجمہ۔
ای لوگو جو ایمان لائے ہو مت داخل ہو گھروں میں پیغمبر کے مگر یہ کہ اذن دیا جاے
واسطے تمہارے طرف کھانے کے نہ انتظار کرنے والے پکنے اوس کے کے
اور لیکن جب بلائے جاؤ تم داخل ہو پس جب کھا چکو پس متفرق ہو جاؤ اور مت بیٹھے رہو
جی لگا رہنے والے واسطے باتوں کے تحقیق یہ کام ہے کہ ایذا دیتا ہے نبیؐ کو پس
شرماتا ہے تم سے اور اللہ نہیں شرماتا حق بات سے اور جس وقت مانگا چاہو اون
سے کچھ اسباب پس مانگ لو اون سے پیچھے پردہ کے سے۔ یہ بہت پاک کرنیوالا
ہے واسطے دلوں تمہارے کے۔ اور دلوں اون کے کے اور نہیں لایق ہے
واسطے تمہارے یہ کہ ایذا دو رسول خدا کو اور نہ یہ کہ نکاح کرو بی بیوں اوس کے
کو پیچھے اوسکے کبھی تحقیق یہ ہے کہ نزدیک اللہ کے بڑا گناہ ہے اگر ظاہر کرو تم کچھ چیز
یا پوشیدہ کرو اوس کو پس تحقیق اللہ ہے ساتھ ہر چیز کے جاننے والا۔ اس آیت میں
چھ بات بیان ہوئی ہے۔ اذن دیا جائے تو داخل ہو۔ یا کھانا پکنے کے انتظار میں
بیٹھے نہ رہنا۔ جب بلائے جائیں تو داخل ہونا۔ جب کھا چکیں تو متفرق ہو کر چلے جانا
نہ بیٹھے رہنا جی لگا رہنے والے ہو کر واسطے باتوں کے یعنے بات چیت نہ کرنا۔ کسی چیز کو
مانگیں تو پیچھے سے پردہ کے مانگا کرنا۔ ان چھ باتوں کے تقید کا منشا یہی ہے کہ عورتیں
مردوں کی صحبت میں جو اجنبی ہوں نہ رہیں اور نہ نشست و برخواست رکھیں۔ اور نہ
باتوں میں اون سے مصروف ہوئیں اور یہ مرد اور عورت دونوں کے لئے ہے اور

اس آیت کا نزول ایک محل میں ازواج مطہرات کے متعلق ہوا ہے ایک گروہ فقراء کی تھی جن کو اصحاب صفہ کہتے ہیں اون کی تعداد چارسو کی تھی یہ کسی سے سوال نہیں کیا کرتے تھے اون کے کھانے سب صحابہ کے یہاں منقسم ہوکر مقرر تھے کچھ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھروں سے بھی کھانا پاتے تھے اور آکر کھاجایا کرتے تھے ان کا کام قرآن وحدیث کا پڑہنا اور پڑھانا تھا اور یہ لوگ بڑے ذاکر وشاغل متقی و پرہیزگار تھے ۔جب کہیں جہاد ہوتا تھا تو یہ لوگ خاص کر اوسمیں شریک ہوا کرتے تھے اس جگہ یہ بات قابل تنبیہ اور عبرت حاصل کرنے کے ہے کہ جب شارع نے ایسے متقی لوگوں کا عورتوں کی صحبت میں رہنا اور اُن سے باتوں میں مصروف ہونا اور اون سے بیحجاب ہونا گوارا نہیں کیا اور صاف یہ حکم دیا کہ پردے کے پیچھے سے سوال کریں اور وہ بھی ازواج مطہرات سے جو ام المومنین ہیں اور جن سے نکاح نہیں درست ہے تو پھر ما وشما کس شمار وقطار میں ہیں ۔سمجھ لینا چاہئے کہ کب شارع کو ایسے امور کا روا رکھنا دیگر عام مسلمانوں کے لئے گوارا ہوسکتا ہے بجز ممانعت کے اس لئے کہ جن سے نکاح نہیں درست ہے جب اون کے لئے پردہ ہوا تو پھر جنسے نکاح درست ہے بے حجاب کیسے کیجاسکتی ہیں یہ تو بدرجۂ اولیٰ لایق پردہ میں رکھنے کے ہیں یہ آیت محل خاص میں ہے لیکن حکم عام ہے جو جمیع مسلمین ومسلمات کے لئے ہے اس لئے کہ تخصیص میں ترجیح بلامرجح دینی احکام میں لازم آتی ہیں حالانکہ بحیثیت اسلام ودین کے احکامات میں سب مساوی ہیں اور نکاح کرنے کے بارہ میں تخصیص اس وجہہ سے ہے کہ ازواج مطہرات کے نسبت خود ہی رب العزۃ نے فرمادیا ہے کہ وہ ام المؤمنین ہیں اور ظاہر ہے کہ ماں سے نکاح نہیں درست ہے اور شروع آیت میں جو خطاب ہے وہ بھی جمیع مؤمنین ہی کے ساتھ ہے جس سے ثابت ہے کہ حکم عام ہے اس میں تخصیص نہیں ہے ۔اور ان ہر سہ آیات وقرن فی بیوتکن واذکرن مایتلی فی بیوتکن ۔لا تدخلوا بیوت النبی

کا نزول محل خاص میں اسی لئے ہوا تاکہ اُمت خیر الامم کیلئے اولیٰ و احریٰ واجب التعمیل ہو
جیسا کہ علامہ ابن رشد علیہ الرحمۃ نے کتاب ہدایۃ المجتہدین در باب احکام لکھا ہے کہ
بین المسلمین یہ امر متفق علیہ ہے کہ لفظ عام ہے اور حمل اوسکا اوس کے عموم پر ہوتا ہے یا خاص
ہے اور حمل اوس کا اوس کے خصوص پر ہوتا ہے یا لفظ عام ہے اور مراد ساتھ اوسکی
خصوص ہے یا لفظ خاص ہے۔ اور مراد ساتھ اوس کے عموم ہے اور یہ تنبیہ ہے بالاعلیٰ
علی الادنیٰ۔ اور بالادنیٰ علی الاعلیٰ اور بالمساوی علی المساوی اور سب کی مثال قرآن
کی آیت سے دیا ہے چنانچہ مثال خاص کی کہ مراد ساتھ اوسکے عموم ہے قول اللہ تعالےٰ
(فلا تقل لھما اف) دیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ تنبیہ بالادنیٰ علے الاعلیٰ ہے اور
ایسا ہی اس جگہ ان ہر سہ آیتوں میں تنبیہ عام امت مسلمین کیلئے جو بالادنیٰ علی الاعلیٰ ہو
کی گئی ہے بلکہ دونوں۔ تردن۔ ویخضعن۔ وقلن۔ وقرن۔ وتبرجن۔
واقمن۔ واٰتین۔ واطعن۔ واذکرن۔ یہ سب آیتیں تنبیہ بالادنیٰ
علی الاعلیٰ میں داخل ہیں اور یہی آیت حجاب کی ہے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے رائے
کے موافق نازل ہوئی ہے جس کو آپ نے خود فرمایا ہے کہ میری رائے کے موافق نازل
ہوئی۔ اس کو ابن جوزی علیہ الرحمۃ و دیگر علما نے لکھا ہے اور بخاری شریف میں بھی
اس کا ذکر ہے اور وجہ دویم میں وہ حدیث جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی
ہے حیس کھانے کی اس میں ذکر ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کہنے پر کہ اگر میری
بات مانی جاے تو تم عورتوں پر کسی کی بھی نظر نہ پڑے آیت حجاب نازل ہوگئی۔
ہم سے مسدد نے بیان کیا اونہوں نے یحییٰ بن سعید قطان سے اونہوں نے حمید
طویل سے انہوں نے انس بن مالک سے اونہوں نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ
نے آنحضرت سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ برے بھلے سب طرح
کے لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے ہیں کاش آپ اپنی بی بیوں کو پردہ کا

حکم دیں تو بہتر ہے۔ اوس وقت اللہ تعالیٰ نے پردے کا حکم اوتارا۔ بخاری باب قولہ لا تدخلوا بیوت النبی صفحہ ۱۱۶۔ اور آیت حجاب کیونکر اتری اسکو ادب المفرد میں امام بخاری علیہ الرحمۃ نے باب ۸۰۴ میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے اور اس وقت میں حضرت انس رضؓ دس برس کے تھے اونکا بیان ہے کہ مجھے میری ماں نے برابر آپ کی خدمت میں رہنے دیا میں نے دس برس تک آپ کی خدمت کی پھر آپ کا انتقال ہوا تو اوس وقت میری عمر ۲۰ برس کی تھی اس لئے پردہ کا حکم اترنے کی حالت مجھے سب لوگوں سے زیادہ معلوم ہے پہلے پہلے آیت حجاب وہی نازل ہوئی جو آپ نے حضرت زینب بنت جحش کے ساتھ پہلے خلوت فرمائی ہے آپ نے بیاہ ہے صبح کو اٹھے پھر لوگوں کی دعوت کی لوگ کھانا کھا کر چلتے ہوئے اور ایک جماعت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس دیر تک ٹھیرے رہی پس آپ اوٹھے اور باہر چلے آئے اور میں بھی چلا آیا جس میں وہ لوگ بھی چلے جاویں پھر آپ آگے چلے اور میں بھی ساتھ چلا یہانتک کہ حضرت عائیشہ رضؓ کے حجرے کے دروازہ تک آئے تب آپ نے گمان کیا کہ وہ چلے گئے ہوں گے آپ وہاں سے پھرے اور میں بھی پھرا یہانتک کہ بی بی زینب رضؓ کے یہاں پہونچ گئے تو دیکھا کہ وہ لوگ بیٹھے ہی ہوئے ہیں پھر آپ وہاں سے پھرے اور میں بھی پھرا اور حضرت عائیشہ رضؓ کے حجرہ کے دروازہ تک پہونچے اور آپ نے خیال کیا کہ وہ لوگ گئے تب آپ پھرے اور میں بھی پھرا اوس وقت وہ لوگ جا چکے تھے پس آپ نے میرے اور اپنے درمیان میں پردہ کھینچدیا اور آیت حجاب نازل ہوئی اس حجاب کی آیت کے نزول میں بروایت انس رضی اللہ عنہ امام بخاری علیہ الرحمۃ نے چار حدیث کتاب بخاری میں لکھی ہیں اور ان چاروں میں پہلی جگہ ہے کہ فالقی الحجاب بینی وبینہ دوسری جگہ حزب الحجاب ہے تیسری جگہ ارخی الستر بینی وبینہ ہے اور چوتھی جگہ ہے

بھی ارخی الستر بینی و بینہ ہے ۔غرضکہ ہرجگہ یہی ہے کہ آپ نے میرے اور
اپنے درمیان میں پردہ ڈالدیا یا لٹکادیا چھوڑدیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ پردہ
ایسا ڈالا گیا جیسے دروازہ پر پردہ لٹکا دیا جاتا ہے ۔ اور آیت میں وراء حجاب
کا جملہ بھی اسی پر دال ہے کہ پردہ اصلی وہی ہے جو درمیان وہ شخص کے ایسا ڈالا
جائے کہ پردہ کے پیچھے وہ شخص ہوجائے جس کے لئے پردہ لٹکایا یا چھوڑا گیا ہے
اس سے دو بات بطریق بین ثابت ہوتی ہے ۔ایک تو یہ کہ اصلی پردہ میں مروط یا
چادر یا برقع یا چارشف جو از سرتا پا چھپانے کے لئے پہنا یا جاتا ہے داخل نہیں ہے
بلکہ یہ سب ایک لباس کے قسم سے ہیں جو ضرورت اور مجبوری کے وقت استعمال
کئے جاتے ہیں جس میں ہیئت اور وضع جسمانی موٹائی اور دبلائی و قد کی لمبائی و
چھٹائی سب ظاہر ہوتی ہے جو وراء حجاب کے خلاف ہے لیکن اس کا استعمال شرعاً
کیوں جائز رکھا گیا ہے اسکے وجوہ آئندہ لکھے جاتے ہیں دوسرے یہ کہ وراء
حجاب کا اصلی مقصد جو آیت میں مذکور بھی ہے یہ ہے کہ عورتیں صحبت میں مردونکے
نہ رہیں جو فانتشروا کے جملہ سے بوضاحت ظاہر ہے اور باتوں میں بھی نہ لگیں یعنے
باتیں بھی اجنبی مردوں سے نہ کریں اور یہ بھی وراء حجاب کا ایک مقصد ہے جو
جملہ ولا مستانسین لحدیث سے اظہر ہے جسکے نسبت ابن عباس رضی اللہ عنہ
اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں ولا تجلسوا مستانسین لحدیث مع ازواج
النبیؐ ۔اور اگر اسکے خلاف مقصد ہوتا تو عورتوں کو یہی حکم دیا جاتا کہ وہ مروط یا
چادر یا برقع یا چارشف پہن لیں مردوں کی صحبت میں رہیں اور اون سے باتیں
بھی کریں لیکن ایسی حالت میں صاف ظاہر ہے کہ قید وراء حجاب کی بے سود ہوجاتی
ہے اور حکم الہٰی کی نافرمانی صریحی ہوتی ہے اس جگہ پر میں اپنے اون معزز بھائی
مسلمانوں سے جو ولایت کی ہوا کھا کر آئے ہیں اور وہاں کے طرز معاشرت پر

فریفتہ ہیں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ جب امہات المؤمنین ازواج مطہرات کے نسبت جن سے نکاح نہیں درست ہے ایسا حکم پردہ کا سخت صادر ہوا ہے تو وہ لوگ جو عام مسلمان ہیں وہ کب اس سختی پردہ سے مستثنیٰ ہو جا سکتے ہیں جو اپنی بی بی کو دوست احباب کے حوالہ کر دیتے ہیں کہ فلاں مقام پر پہنچا دیا حالانکہ وہ اجنبی ہیں اور اون سے اوس عورت کا نکاح درست ہے۔ جو بدرجۂ اولیٰ لایق پردہ میں رکھنے کے مطابق حکم اس آیت کے ہے اور ایسا فعل خلاف شریعت کرنے کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ پہلے تو جوش معاشرت انگریزی میں خود ہی لوگ احبابوں کے سامنے کراتے ہیں پھر جب ناخوش ہوتے ہیں تو عورت کو طلاق دیکر بنہال دیتے ہیں اور ٹبلر دہیٹر چمار جو جاہل محض ہیں اور دیگر پیشہ ور مثل سقہ اور مہتر اور دہوبی ولکڑہارے وغیرہ سے اپنی بی بی کو بے حجاب کراتے ہیں اور ٹبلر کو تو خدمت میں اپنے اور عورت کے ہر وقت صحبت میں رکھتے ہیں حالانکہ خلاف اس آیت کے جو یہ فعل ہے تو براہی ہے - یہ بھی دیگر نص میں ہے کہ واعرض عن الجاھلین اور ایک سچے مسلمان کا یہ کہنا ہے کہ سلام علیکم لا نبتغی الجاھلین اور ایسے مرد اپنی بی بی پر ایک طریقہ سے مذہبی جو یہ ظلم کرتے ہیں تو کرتے ہی ہیں اسکے علاوہ اون کی بے عزتی بھی روا رکہتے ہیں حالانکہ وہ اور عورت دونوں عزت اور احکام وعدہ وعید میں برابر ہیں اسلئے کہ وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین میں مرد اور عورت دونوں داخل ہیں اگر مردوں کے لئے قد افلح المؤمنون آیا ہے تو عورتوں کے لئے بھی آیت ان المسلمین والمسلمات مغفرت کے وعدہ سے آئی ہے اور ایسے لوگ ناحق اسلام کا نام بدنام کرتے ہیں اگر اون کو ایسی ہی فریفتگی ہے تو گرجا میں جا کر باصعمود یہ بی بیوں نصاریٰ بن جائیں تو اللہ کو کوئی ضرر نہیں پہونچتا ہے ان لوگوں کے جانب سے جو شکست پردہ کے حامی ہیں ایک وجہ یہ بھی پیش کیجاتی ہے کہ جب ہماری عورتیں بیہوپرے میرے

خلیرے چچیرے بھائیوں کے سامنے ہوتی ہیں حالانکہ اون کے سامنے ہونے کا
حکم نہین ہے تو پھر ہماری عورتیں اگر شوہر کی اطاعت میں باجازت شوہر ان کے سامنے
ہوتے ہیں تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ جواب اس کا یہ ہے کہ اولاً تو خدا کی معصیت
میں نہ شوہر کی اطاعت ہے نہ اوس کی اجازت ہے دونوں شرعًا ساقط ہیں دوسرے
یہ کہ جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ خلاف حکم صریحی کے ہیں اور گناہ اپنے سر لیتے ہیں لیکن
یہ ضروری نہیں ہے کہ اگر کوئی ایک گناہ کر بیٹھے تو پھر تمام گناہیں دنیا بھر کی اپنے سر پر
اٹھالیوے۔ تیسرے یہ ہے کہ پھوپھیرے۔ ممیرے۔ چچیرے۔ خلیرے بھائیوں
کے سامنے کرانے میں ایک مصلحت شرعی مسنونی بھی مضمر ہے وہ یہ کہ ہم کو صلۂ رحمی کرنیکا
حکم دیا گیا ہے کہ ہم لوگ انہیں پھوپھیرے۔ ممیرے۔ خلیرے۔ چچیرے لڑکوں سے
شادی و نکاح کیا کریں مجبوری حالت میں جبکہ یہ نہوں تو دوسروں کو تلاش کریں اور
مخطوبہ کیلئے یعنے جس سے منگنی کیجائے یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ اوس کو دیکھ بھی لیا جاے
تاکہ عیوب ظاہر ہو جائیں اور دونوں میں الفت و اتفاق پیدا ہو۔ غرضکہ اس باب
میں جو حدیثیں صحیح آئی ہیں حسب ذیل ذکر کیجاتی ہیں۔ حضرت جابر کہتے ہیں کہ جناب
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی عورت کی خواستگاری
کرے تو اگر ہو سکے تو اس چیز کو دیکھ لے جو نکاح کی باعث ہوئی ہے۔ بسند ابوداؤد
چیز میں جیسے مال و جمال اور حسب و دین یا عفت یا انتظام امور خانہ داری وغیرہ ہیں
مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا پیغمبر صاحب نے مجھے
فرمایا کہ تو نے عورت کو دیکھ بھی لیا ہے میں نے عرض کیا کہ نہیں فرمایا کہ تو اوسے دیکھ
لے کیونکہ اسوقت کا دیکھ لینا سزاوار تر ہے کہ تم دونوں میں الفت و اتفاق پیدا کر دے
بسند ترمذی۔ و نسائی۔ و ابن ماجہ۔ مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں کہ مین نے نبی کریم صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک عورت کا ذکر کیا جس سے میں نکاح کا

پیغام دینا چاہتا تھا فرمایا کہ پہلے اوسے جاکر دیکھ تو لے کیونکہ اسوقت کا دیکھنا زیادہ
سزاوار ہے کہ تم دونوں میں موافقت پیدا کر دے چنانچہ میں ایک انصاری عورت کے
پاس آیا اور اُس کے ماں باپ کو نکاح کا پیغام دیا اور ساتھ ہی جناب نبی کریم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے فرمانے کی بھی خبر دی تو اگرچہ انہوں نے اس بات کو ناگوار سمجھا
مگر خود عورت نے یہ گفتگو سنکر پردہ کے اندر سے کہا کہ اگر جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے تجھے دیکھنے کا حکم فرمایا ہے تو لے دیکھ لے ورنہ میں تجھے قسم ولاتی ہوں کہ ایسا
نہ کر (گویا اوس نے اس امر کو بہت شاق و ناگوار خیال کیا۔ مغیرہ کہتے ہیں کہ میں نے
اوسے دیکھا اور دیکھنے کے بعد نکاح میں لے آیا) نیچے کا راوی کہتا ہے کہ پھر اون
دونوں میں اس درجہ موافقت ہوئی کہ لوگوں میں اس کا چرچہ ہونے لگا (سنداِبن ماجہ
چوتھے یہ کہ حلت وحرمت کی بنا شرع میں مفاسد ومصالح کے ترجیح پر رکھی گئی ہے
چنانچہ جس کو زیادہ غلبہ ہو ان دونوں میں سے اوسی کے موافق عمل کیا جائیگا اس
جگہ چونکہ مفسدہ پر مصلحت کو غلبہ ہے کہ مخطوبہ کو دیکھ لینا چاہئے جس میں صحیح حدیث وارد
ہے تو اگر خالائیں وغیرہ جیساکہ اوپر ذکر ہوا سامنے کراتی ہیں اور اس کی بھی ضرورت شرعی
داعی ہے کہ صلہ رحمی ہو تو یہ فعل اونکا بالکلیہ حد شرعی سے خارج نہیں ہے جیساکہ ٹبلر
کے سامنے کرانے کا ہے بلکہ شرعاً بمصلحت شرعی جائز ہو سکتا ہے۔ گو مخطوبہ کا پہلے سے
دیکھنا شرط نکاح نہیں ہے اور حکم واجب العمل نہیں ہے اس میں ائمہ کا اختلاف ہے
امام احمدؒ و امام شافعیؒ و امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ مخطوبہ کو نکاح سے پہلے دیکھنا جائز نہیں
اور امام مالک فرماتے ہیں کہ عورت سے اجازت لیکر دیکھنا جائز ہے بلکہ مشفقانہ وبزرگانہ
صلاح ہے کہ ممکن ہو تو دیکھ لینا چاہئے مگر ہمارے ہندوستان میں شرفا اسکو جائز نہیں
رکھتے اور مصلحت وقت بھی یہی چاہتی ہے اور حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کے عہد میں بھی
پردہ کا دستور تھا میرے چچیرے خلیرے کے سامنے ہونا جو معترض نے بیان کیا ہے وہ

عام طور پر مروج ہندوستان میں نہیں ہے جیسا کہ مولوی نذیر احمد صاحب نے اپنی کتاب الحقوق والفرائض میں مخطوبہ کے باب میں لکھا ہے کہ ایسا رواج البتہ بطور شاذ کے جہلا میں ہوگا جو قرآن وحدیث سے واقف نہیں ہیں پس ایسے شاذ امر کی حجت مردود ہے مسلک صحیح یہی ہے کہ نہیں سامنے کرانا چاہئے جو کراتے ہیں وہ اپنے سر گناہ لیتے ہیں جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے اور اگر کوئی شرعی مصلحت ہو تو البتہ اس صورت میں جائز ہے۔ اور ایسا ہی مروط وچادر و برقع وچار شف کے جواز کے متعلق بھی حلت وحرمت کی بنا، شرع میں مفاسد ومصالح کے ترجیح پر رکھی گئی ہے جس کو ان دونوں میں سے جیسی ترجیح ہوگی حلت یا حرمت کا حکم دیا جائیگا اگر مصالح کو غلبہ ہے اور حالت اضطرار وضرورت ومجبوری و معذوری کی لاحق ہے تو ان کے جواز کا حکم ہے اور اگر مفاسد کو غلبہ ہے اور حالت اضطراری ومجبوری وغیرہ کی نہیں ہے تو اس وقت عدم جواز کا حکم ہے اس کی مثال یوں ہے کہ اگر مکان میں آگ لگ جائے تو عورت چادر یا جو کچھ مل جائے لپیٹ کر باہر نکل جا سکتی ہے حتیٰ کہ اگر موقع اس کا بھی نہ ملے تو جس حالت میں ہے نکل جا سکتی ہے ایسا ہی مکان پر کسی دشمن نے ڈاکہ ڈالا تو عورت نکل جا سکتی ہے ایسے ہی سواری ریل یا جہاز جو اپنی اختیاری نہیں ہے دوسرے کے قابو میں ہے عورت برقع یا چادر یا مروط یا چار شف سے از سرتا پا چھپا کر جا آسکتی ہے ایسا ہی رات کے وقت مسجد کو مروط پہنکر یا چادر یا برقع یا چار شف جا آسکتی ہے اس لئے کہ آنحضرتؐ کے زمانہ میں عورتیں از سرتا پا اپنے کو مروط سے چھپا کر جایا آیا کرتی تھیں یہ آپ کے وقت سے دستور قدیم ہے چنانچہ حدیث جو مروط کے بیان میں ہے وہ بخاری شریف کی اوپر لکھی جا چکی ہے اور ایسے ہی اگر جنگ درپیش ہو تو بضرورت پانی پلانے کے لئے یا زخم دھونے کے لئے یا مرہم پٹی کے لئے باہر نکل کر جنگ گاہ میں جیسی حالت درپیش ہو جا آسکتی ہے اور یہی پوشاک مذکورہ پہن سکتی ہے اور ایسا ہی مکہ ومدینہ وبیت المقدس کے مسجدوں میں بھی جا آسکتی ہے کہ یہاں کے

لئے سفر کر کے جانیکے لئے بغرض حج وزیارت جانیکا شرعی حکم ہے ۔ اور ایسے ہی طویل
سفروں میں جہاں ضرورت وبے اختیاری ومجبوری کیحالت ہو وہاں کے لئے بھی یہ
پوشاک جائز ہے اور اس کا امتیاز کہ کیا ضرورت ہے اور کیا محل ہے کیسی حالت ہے،
ان سب کی ذمہ داری اوس عورت اور اوس مرد پر ہے جو اوسکے ساتھ از قسم محرم کے
ہے ۔ اور ایسی ہی مجبوری ومعذوری میں وہ عورتیں بھی داخل ہیں جو بے استطاعت ہیں
مثل خادمہ ولونڈی وانا وماماؤں کے جو بازاروں ودوکانوں پر برقعہ وچادر پہنکر خرید
وفروخت کرتی ہیں لیکن وہ عورتیں جو صاحب استطاعت اور شوہردار وعزیز واقارب
رکھتی ہیں ایسی مجبوری میں داخل نہیں ہیں اور نہ ان کے لئے یہ جائز ہے کہ دوکان در
دوکان موٹر یا جھٹکہ یا گاڑی میں خرید وفروخت کرتی پھریں اس لئے کہ ان کے لئے
کوئی حالت مجبوری ومعذوری کی نہیں ہے اور واقعہ ہے کہ اسی خرید وفروخت
کے بدولت کئی عورتیں فروخت ہوگئیں جو کفار میں جا بیٹھیں حالانکہ وہ لاھن
حل لھم ولا ھم یحلون لھن کے حکم امتناعی
کے باوجود ایسا کر گذریں اور ان کے شوہروں وعزیزوں سے
کچھ نہ بن پڑی حالانکہ وان فاتکم شیٔ من
ازواجکم الی الکفار فعاقبتم
کے حکم کے بموجب کچھ بھی نکر سکے پس ایسی حالت
میں شوہروں کو لازم ہے کہ اپنی عورتونکو
اسطرح کے خرید وفروخت کرنیسے اور
دوکانونپر جانیسے روکیں والسلام
علی من تبع الھدیٰ وما
توفیقی الا باللہ

۳ جمادی الاول ۱۳۴۸ھ　　　　حمید الحق رجسٹرار بلدہ

موعظة

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ

ہمارے تمام بھائی انصاری اور بہنیں انصاریہ کو اس رسالہ پر عمل کرنے میں اولاً سبقت کرنا چاہیئے اس لئے کہ اونہیں کے بزرگوں کے ذریعہ قرآن مجید کی اشاعت عہد نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہوئی ہے۔ اور مدینہ منورہ قرآن شریف کلام الٰہی کے ہی ذریعہ مفتوح ہوا ہے کہ اوسوقت میں ہر گلی و کوچہ وہاں کا کلام ربانی کے صداؤں سے گونج اٹھا تھا اور اس لئے کہ محبت انصار کی جزو ایمان قرار دی گئی ہے اور اُن کی پیروی واجب ہے اگر عمل میں سبقت فرمائیں گے تو اون کو دیکھ کر دوسرے لوگ بھی تبعیت کریں گے اور اُن کو پیروی کرنا لازمی وضروری ہو جائیگا اور انصار میں ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ ان کے مردوں اور عورتوں میں حیا وشرم وغیرت بہت ہے اون کے دیکھا دیکھی دوسروں میں بھی غیرت پیدا ہو جائیگی اور وہ جب خدا ورسول کے مقابلہ میں اپنی حیا برقرار رکھیں گے تو غالباً دوسرے بھی ایسا کرینگے تبعیت انصار کے بارہ میں حضرت امام حنبل علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب الصلاۃ میں والسابقون الاولون من المہاجرین

والانصار کے آیت کو ذکر فرماکر فرمایا ہے کہ فاتباع المهاجرین والانصار واجب
علی الناس الی یوم القیامۃ اور پھر فرمایا ہے کہ وجعلنا وایاکم من
التابعین لهم باحسان فاتقوا اللہ یا معشر المسلمین اور امام بخاری
علیہ الرحمۃ نے حضرت سعد بن عبادہ انصاری کے حیار کے متعلق باب من رای
مع امراتہ رجلا فقتلہٗ میں یہ حدیث بیان فرمایا ہے کہ ہم سے موسیٰ بن
اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہمسے ابوعوانہ نے کہا ہمسے عبدالملک بن عمیر نے اونہوں
نے وراد سے اونہوں نے مغیرہ بن شعبہ سے اونہوں نے کہا کہ سعد بن عبادہ
نے کہا کہ اگر میں اپنی زوجہ کے پاس کسی غیر مرد کو دیکھوں تو تلوار کی دھار سے اوس کا
کام تمام کر دوں یا اوس کو زندہ نہ چھوڑوں۔ یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو پہونچی آپ نے صحابہ سے فرمایا کہ تم سعد کی غیرت اور حمیت پر تعجب کرتے ہو اور
بات یہ ہے کہ میں اوس سے زیادہ غیرت دار ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے بھی بڑھکر
غیرت دار ہے اس حدیث سے ثابت ہوا کہ آپ نے سعد کے حیا و غیرت کو پسند فرمایا
اور یہ تو مردوں میں سے ہیں جو خزرج کے سردار تھے اور سعد بن معاذ اوس کے
سردار تھے۔ اور عورتوں کے نسبت جو انصاریہ ہوں بسند نسائی یہ حدیث ہے کہ لنساء
الانصار فیهن غیرۃ شدیدۃ ابن قیم علیہ الرحمۃ نے حیا و غیرت کے باب میں
ایک عجیب و غریب قابل عالمانہ بحث اپنی کتاب مفتاح دار السعادۃ میں فرمائی ہے
جسکا خلاصہ ذیل میں ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے۔

وھو ھذا۔ شرم و حیا ایک ایسی خصلت ہے جو جملہ کائنات میں صرف بنی نوع
انسان کیساتھ ہی مختص ہے اور جمیع اوصاف ستودہ و اخلاق حمیدہ سے رتبۃً افضل
وارفع اور منفعۃً اکثر و اعلیٰ ہے۔ اور جس شخص میں اگر یہ خصلت محمودہ نہ پائیجاے تو
اوس میں بجز گوشت و خون اور ان دونوں کی صورت ظاہرہ کے اور کچھ نہیں اور

اگر یہ پاکیزہ خصلت نہوتی تو کوئی میزبان اپنے کسی مہمان کی میزبانی وضیافت کرتا اور نہ کوئی وعدہ کرنے والا اپنے وعدہ کو پورا کر دکھلاتا اور نہ کوئی امانت دار کسی کی امانت ادا کرتا اور نہ ایک دوسرے کی کار فرمائی وحاجت روائی کرتا اور نہ کسی فعل وقول جمیل کی تتبع کرتا کہ اسکو اختیار کرے اور نہ کسی فعل شنیع وقول قبیح کو معلوم کرتا اس سے اجتناب واحتراز کرے اور نہ خود اپنے معائب ومثالب کو چھپاتا اور نہ کسی بدکاری سے خود کو بچاتا بلکہ یہ انسان جن میں خصلت حیا ودیعت رکھی گئی ہے اگر ان سے یہ خصلت سلب کرلیجائے تو وہ نہ امور مفروضہ سے کسی امر کو ادا کریں اور نہ کسی مخلوق کے حق کی رعایت وحفاظت کریں اور نہ قرابتداروں ورشتہ داروں سے کسی قسم کا سلوک وصلۂ رحمی کریں اور نہ اپنے والد کے ساتھ احسان وخیر کا برتاؤ کریں۔ لہذا معلوم ہوا کہ حیا ہی ایک ایسی پاکیزہ خصلت ہے جو ان تمام محاسن ومحامد کا منبع اور جملہ خوبیوں وبہبودیوں کا سرچشمہ ہے۔ اس لئے کہ ان افعالِ حمیدہ واعمالِ پسندیدہ پر کاربند وعمل پیرا بنانے والی شئے یا دینی ہوگی جو عاقبت حمیدہ کی امید وتوقع ہے یا دنیوی علوی ہوگی اور وہ حیا ہے جو مخلوق سے کیجاتی ہے۔ پس اگر خالق ومخلوق سے حیا نہ کیجائے تو حیادار کو حیا کرنے کی ضرورت ہی نہ رہے۔ اس کے بعد لائق وفاضل علامہ نے اپنی اس بحث کی تقویۃ کے چند احادیث نقل فرمائی ہیں کہ ترمذی شریف اور دیگر کتب احادیث میں مرفوعًا یہ حدیث روایت کیگئی ہے کہ سردار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لوگو خداوند ذوالجلال سے جیسا کہ حق حیا ہے اس طرح حیا کرو۔ صحابہ نے دریافت فرمایا کہ حق حیا کیا ہے آپ نے فرمایا کہ سرماحول سر (یعنے چشم وگوش ودہن) اور شکم اور اندرون شکم کے محفوظ اشیاء کی حفاظت وصیانت اور مقابر وبوسیدہ محو اشیاء کی یاد حق حیا ہے اور آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جب تم حیا نہ کروگے تو جو چاہو کرو۔ ابن قیم علیہ الرحمۃ نے امر فاصنع ماشئت

(یعنے جو چاہو کرو) کے معنی ومفہوم کی وضاحت وصراحت کیلئے علما کے مختلف تاویلات ومتفرق توجیہات کی تشریح وتصریح فرمانیکے بعد پھر خود اپنی تحقیق کو نہایت شرح وبسط کیساتھ رقم فرمایا ہے جو بجنسہ نقل کیا جاتا ہے۔ لکھتے ہیں کہ ان میں سب سے زیادہ صحیح ترین قول ابو عبیدہ کا ہے جن کیساتھ اکثر علماء نے بھی اتفاق کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ امر نبوی فاصنع ما شئت (جو چاہے کر) برائے تہدید ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی میں اعملوا ما شئتم اور کلوا وتمتعوا قلیلاً برائے تہدید ہے۔ اور علماء کے ایک گروہ نے اس امر فاصنع الخ کو اذن واباحت پر محمول فرمایا ہے ایسی صورتمیں معنی یہ ہونگے کہ جب تم کسی فعل کے کرنیکا ارادہ کرو تو کرنے کے پیشتر یہ دیکھ لو کہ آیا یہ ایسا فعل تو نہیں ہے کہ جسکا کرنا معیوب اور جس سے خالق ومخلوق سے شرم وحیا کیجاتی ہے اگر ایسا فعل ہے کہ خالق ومخلوق سے حیا کیجاتی ہے تو اس کو ہرگز نہ کرو اور اگر ایسا نہیں ہے تو تم اس کو کر سکتے ہو کیونکہ ایسا فعل جسکو عمل میں لانے سے خالق ومخلوق سے حیا نہ کیجائے وہ قبیح وشنیع نہیں اسکے بعد ابن قیم رح فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک کلام امر کی صورت اور خبر کے معنی رکھتا ہے گویا یوں ہے من لا یستحی صنع ما یشتھی یعنے جو حیا نہیں کرتا وہ جو چاہے کرتا ہے۔ لہذا نہ اذن ہے جیسا کہ علماء کے ایک گروہ کا خیال ہے اور نہ مجرد تہدید ہے جیسا کہ ابو عبیدہ وغیرہ نے سمجھا ہے بلکہ امر بمعنی خبر ہے اور معنی یہ ہونگے کہ بدکاری وفواحش سے باز رکھنے والی شئے شرم وحیا ہے اور جو کسی سے شرم وحیا نہیں کرتا وہ جو چاہے کرتا ہے۔ رہی یہ بات کہ خبر کو امر کی صورت وصیغہ میں بیان کرنا خالی از حکمت ومصلحت نہیں ہے بلکہ اس میں ایک نکتۂ بدیعہ ہے اور وہ یہ ہے کہ ہر انسان پر دو آمر اور دو زاجر مقرر ہیں جنمیں سے ایک حیا کیجانب سے ہے جس کی اگر انسان اطاعت واتباع کرے تو ہر اس فعل سے باز رہ سکتا ہے جس پر اوس کو اوس کی خواہشات وشہوتیں ابھارتی واکساتی رہتی ہیں اور ایک آمر وزاجر شہوت وطبیعت کی جہت وجانب سے ہے۔ پس جس شخص نے بھی آمر وزاجر حیا کی اطاعت واتباع نہیں کیا وہ

بالیقین آمر شہوت کی اتباع کریگا لہذا اس معنی کے اشتمال و اشتراک کے لئے یہ ضروری تھا کہ کلام کو امر کے قالب و طلب کے صیغہ میں بیان کیا جائے نہ یہ کہ صرف من لا یستحی صنع ما یشتھی کہنے پر اکتفا کیا جائے اور احادیث جو اسبارہ میں آئی ہیں باسناد لکھی جاتی ہیں۔ الحیاء حسن ولکنہ فی النساء احسن یعنے حیا بہتر ہے لیکن وہ عورتوں میں زاید بہتر ہے۔ بسند دیلمی الحیاء شعبۃ من الایمان یعنے حیا ایک شاخ ہے ایمان سے۔ بسند مسلم۔ الحیاء ھو الدین کلہ یعنے حیا کل دین ہے۔ بسند طبرانی۔ الحیاء خیر کلہ یعنے حیا بہتری ہے کل کی کل بسند مسلم الحیاء من الایمان یعنے حیا ایمان سے ہے۔ بسند مسلم الحیاء من شرایع الاسلام والبذاء من لوم المرء یعنے اسلام کے راستوں سے حیا ہے اور آدمی کے کمینہ پن سے فحش گوئی ہے۔ بسند طبرانی الحیاء لا یاتی الا بخیر یعنے حیا نہیں آتی ہے مگر ساتھ بہتری کے بسند بخاری و مسلم۔ لکل دین خلق وخلق الاسلام الحیاء یعنے واسطے ہر دین کے ایک خلق ہے اور خلق اسلام کا حیا ہے بسند قضاعی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اپنی تفسیر میں تحریر فرمایا ہے کہ آیت مغفرت ان المسلمین والمسلمات والمؤمنین والمؤمنات کی شان نزول یہ ہے کہ حضرت ام عمارہ جنکا نام نسیبت بن کعب انصاریہ ہے آپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا کہ مردوں کے لئے تو ہر شئی دیکھی جاتی ہے لیکن ہم عورتوں کے لئے کوئی شئے نہیں ہے پھر اون کے کہنے پر یہ آیت نازل ہوگئی چونکہ ایک انصاریہ عورت ہی کے کہنے پر مغفرت عورتوں کے لئے آیت نازل ہوئی ہے تو جسقدر انصاریہ عورتیں ہیں اون کو بر بناء نزول اس آیت کے احکام خدا اور رسول کی تبعیت میں اولاً سبقت کرنا چاہئے اور ہرگز ہرگز منحرف نہونا چاہئے اپنے حیا و غیرت کو خدا و رسول کے مقابلہ میں ضرور برقرار رکھنا چاہئے کیونکہ اونہیں کے ایک

انصار یہ کے بدولت مغفرت ایسی بے بہا دولت دینے کا وعدہ اون کو نصیب
ہوا ہے اس رسالہ احکام القرآن فی حجاب النسوان میں دو مسلہ کی تحقیق قرآن مجید سے
کی گئی ہے ایک پردہ۔ دوسرے لڑکیوں کو زنانہ یا مردانہ مدرسوں میں نہ پڑہوانیکی
عہد نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے لیکر آج تک بموجب حکم قرآن شریف۔ شریف
مسلمانوں میں یہی طریقہ چلا آیا ہے کہ اپنے گھر کے اندر باپ بھائی ماموں شوہر پڑہایا
کئے ہیں کہیں کسی مدرسوں میں پڑھوانا آثار صحابہ یا احادیث سے ثابت نہیں ہے
چنانچہ اسماء الرجال کے کتابوں میں علٰحدہ کتاب النساء بھی ہے جس میں کل حالات
عورتوں کے درج ہیں جو رواۃ ہیں داخل ہیں اور اون سے حدیثوں کی روایت
کی گئی ہے اور ایک سے ایک قابلہ و لائقہ و شاعرہ عورتیں گذری ہیں اور سب نے
اندر خانہ پڑہکر قابلیت حاصل کیا ہے اگر اون کے لئے مدرسوں کا پڑھنا پڑہانا ہوتا تو
ضرور اسماء الرجال کی کتابوں میں جیسے تمام حالات درج ہیں یہ بھی درج ہوتا جو ایک
بین بدیہی دلیل ہے اسبات کی کہ درحقیقت قرآن مجید کے خلاف عمل کرنے کی نہ کسی
کو جرٔت ہوئی نہ کسی نے کسی عہد میں خلاف عمل کیا ہے اور ہرگز ثقات میں اوس قدر
عورتیں جو رواۃ میں درج ہیں نہ مندرج ہوتیں بلکہ خلاف قرآن عمل ہی اونکا مانع
اندراج ہوتا۔ چنانچہ حضرت ابن حجر عسقلانی نے اپنی کتاب اصابہ فی تمیز الصحابہ میں
پندرہ سو باون عورتوں کا حال لکھا ہے اور حضرت ابن عبدالبر نے اپنی کتاب استیعاب
کے کتاب النساء میں چارسو عورتوں کا حال جو رواۃ سے ہیں لکھا ہے اور اکثر عورتیں
جو شاعرہ ہیں اون کے اشعار بھی لکھا ہے لیکن سب کی تعلیم و تربیت اندرخانہ پردہ
ہی میں ہوئی ہے۔ اس جگہ پر مختصر بعض بعض اشعار اون عورتوں کے بھی لکھے جاتے
ہیں جو شاعرہ گذری ہیں جس سے معلوم ہو جائیگا کہ تعلیم اوس زمانہ کے اندرخانہ کی
اس زمانہ کے بیرون خانہ کی تعلیم سے کہیں بدرجہا اعلیٰ تعلیم تھی جو اسوقت بجز آزادی

و بے باکی و بے پردگی کے اور کچھ نہیں ہے اور یہ آزادی ان مدرسوں کی
وہی آزادی ہے جس کو لیڈی ڈفرن نے کہا تھا جبکہ انہوں نے تمامی ہندوستان
کو گھوم کر دیکھا تھا کہ ہماری ہم جنس عورتیں ہندوستان کے ایک قید خانہ میں بند ہیں
ہم کو ان سب کو آزاد کرانا ضروری ہے جس میں ہمکو بڑا ثواب ملیگا چنانچہ اونہوں
نے فنڈ جمع کیا جو لیڈی ڈفرن کے فنڈ سے موسوم ہوا اور زنانے مدرسے قایم
ہوئے جس کو تین پینتیس ۳۵ برس ہوئے ہونگے اور تجویز یہ ہوئی تھی کہ جب شریف عورتیں اور
کمینی ایک جگہ جمع کیجائینگی تو دیکھا دیکھی صحبت میں آزادی اور بے باکی کے سبق میں شریف
عورتیں سبقت لے جائینگی جو مقید ہیں یہ خبر معلوم کر کے اوس زمانہ میں مجھے خوب یاد
ہے کہ شرفا نے یہ عہد کیا تھا کہ ہرگز لڑکیوں کو مدرسوں میں نہ پڑھوانا چاہئے مگر اب
اتنے زمانہ کے بعد شرفا نے اپنے عہد کو توڑا ہے اپنے خاندانی ہی طریقہ یا عہد کو
نہیں توڑا بلکہ چودہ سو برس کے طریقہ مسلمہ کو جو قدیم زمانہ سے مسلمانوں میں اب تک بموجب
قرآن و حدیث چلا آرہا تھا توڑا ہے اور میں بیس برس سے یہاں حیدرآباد میں دیکھ رہا
ہوں کہ عرب لوگ جو یہاں پانچہزار نظم جمعیت میں ہیں ان کی عورتیں کہیں نہیں نکلتی ہیں اور
وہ اپنے اوسی قدیم طریقہ وقرن فی بیوتکن اور واذکرن ما یتلی فی بیوتکن
پر چل رہے ہیں اونکی عورتیں انسی رام و نبی رام اور کنجڑے قصائی بنئے بقال کسی کی دوکان
پر نہیں جاتی ہیں نہ موٹر پر نہ گاڑی پر نہ جھٹکے پر بلکہ اون کے شوہرین یہ سب کام کرتے ہیں
اور یہی طریقہ زمانہ قدیم سے چلا آرہا ہے اور آثار صحابہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ خانہ نشین
عورتوں کو جنکے گھر کوئی مرد نہیں تھا مجبور تھیں اون کے گھر کی خبر گیری اور مایحتاج چیزیں صحابہ
پہونچاتے تھے اور ان کی علالت میں بیمار داری کرتے تھے اور وہ زمانہ کہ میری طالب
العلمی کا تھا اوس زمانہ میں انگریزی پڑھوانا لڑکوں کو علماء کی رائے سے ممنوع قرار
دیا گیا تھا اسی بناء پر میرے چچا قاضی ظہور الحق صاحب جو بڑے عالم متبحر تھے اونہوں نے

مجھ کو انگریزی نہیں پڑہنے دیا اور اوس زمانہ میں سر سید احمد صاحب کا رسالہ تہذیب الاخلاق نکل رہا تھا جس کی تردید میں میرے چچا مضمون لکھا کرتے تھے اور اب یہ دیکھ رہا ہوں کہ لڑکے تو کجا لڑکیاں انگریزی پڑہوائی جا رہی ہیں اور اس وقت غازیپور میں نیا نیا مدرسہ انگریزی کا وکٹوریہ اسکول قائم ہوا تھا اوس وقت لڑکے مدرسہ میں کمینوں کے ساتھ نہیں پڑہوائے جاتے تھے گھر پر ہی عالم رکھکر پڑہواتے تھے اسلئے کہ بری صحبت سے برا اثر اخلاق پر پڑتا ہے۔ جب لڑکے باہر نہیں نکلنے پاتے تھے تو لڑکیاں کجا جو اندرون خانہ سے باہر ہوتیں اور یہ بہت ہی عیب ناک تھا اوس زمانہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ شعر سب کے زبان زد تھا کہ۔ فان العلم فی الاشراف مدحًا ٭ وفی الارذال مذمومًا وزمًا ٭ لان الماء فی الاصداف درٌ ٭ وفی فم الافاعی صار سمًا ٭ (ترجمہ) علم اشراف میں مدح ہے اور ارزال میں مذموم اور برا ہے اسلئے کہ پانی سیپیوں میں موتی ہوتا ہے اور وہی پانی مونھ میں سانپوں کے زہر ہو جاتا ہے ابونعیم نے اپنے (دلائل النبوۃ) میں طریق زہری سے اونہوں نے ام سماعہ بنت ابی رہم سے اور اونہوں نے اپنی ماں سے روایتاً لکھا ہے کہ ام سماعہ کے ماں نے کہا کہ میں حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر تھی جس بیماری میں آپ نے وفات پایا تھا اور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اوس وقت پانچ برس کے تھے اور آپ کے سر کے نزدیک تھے تو آپ نے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مونھ کیطرف نظر کر کے یہ چند اشعار اولاً پڑہا۔ بارك فيك الله من غلام ٭ يا ابن الذی من حومة الحمام ٭ نجا بعون الملك المنعام ٭ فودی غداة الضرب بالسهام ٭ بمائة من الابل السوام ٭ ان صح ما ابصرت فی المنام ٭ فانت مبعوث الی الانام ٭ من عند ذی الجلال والاکرام ٭ تبعث فی الحل وفی الحرام ٭ تبعث بالتحقیق والاسلام

دین ابیک البر ابراهام ؛ فاللہ انھاک عن الاصنام
ان لا تو الیھا مع الاقوام ؛ ترجمۂ اشعار - اے لڑکے اللہ تم میں برکت
دے ؛ اے لڑکے اوس شخص کے جو موت کی گھانٹی سے ؛ اللہ برتر کے احسان
و مدد سے نجات پایا ؛ جو لڑائی کے دن تیز زنی میں نہایت قوی تھا ؛ اور جس نے
سو اونٹ نشان لگائے ہوئے کو دیکر اپنی جان کو بچایا ؛ میں نے جو کچھ اپنے خواب
میں دیکھا اگر صحیح نکلے تو یہ ہے کہ تم تمام مخلوق کے طرف اللہ ذوالجلال والاکرام کیجانب سے
مبعوث ہونے والے ہو ؛ اور حلال وحرام کے احکام لیکر بھیجے جاوگے ؛ اور تحقیق و
اسلام لیکر نبی مبعوث ہونے والے ہو ؛ اور اوس دین کو لیکر اوگے جو تمہارے والد
بزرگوار ابراہیم کا ہے ؛ اور اللہ نے تم کو اصنام سے روکا ہے کہ اقوام کے ساتھ تم
بھی اتباع اصنام نہ کرو - اور کہا کہ پھر آپ نے یہ کہا کہ کل حی میت و کل جدید
بال و کل کثیر یفنی و انا میتۃ و ذکری باق و قد ترکت خیرا و ولدت
طھرا ثم ماتت ترجمہ - کل زندہ مرنے والا ہے اور کل جدید پرانا ہونیوالا ہے
اور کل کثیر فنا ہو جائیگا اور میں مرنے والی ہوں اور یاد میری باقی رہنے والی ہے اور
میں نے خیر کو چھوڑا ہے اور میں نے ایک پاک کو پیدا کیا ہے پھر آپ مرگئیں اور اسکو
حافظ امام سیوطی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب درج المنفیہ فی آثار شریفہ میں لکھا ہے جس سے
میں نے یہ لکھا ہے حضرت حلیمہ سعدیہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضائی والدہ
اور ان کی دختر شیما جو آپ کی رضائی ہمشیرہ تھیں اون کے اشعار یہ ہیں جن کو ہر وقت
ٹہلانے کے آپ کو لیکر پڑھا کرتی تھیں جس کو شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ
نے اپنی کتاب ماثبت بالسنۃ میں لکھا ہے یا رب اذا اعطیتہ فابقہ ؛ و
علہ الی العلی و ازقہ ؛ و ادحض اباطیل العدی بحقہ ؛ ترجمہ ای خدا جب تو
نے اس لڑکے کو عطا کیا ہے تو زندہ بھی رکھ ؛ اور اس کو بلند رتبہ کر اور بلندیوں کے

نزدیک کردے - اور زائل کردے برائیں دشمن کی اوس کے حق ہیں -

هذا اخی لم تلدہ امی ❁ ولیس من نسل ابی وعمی ❁ فدیتہ من مخول ومعمی ❁

فانمہ اللھم فیما تنمی - ترجمہ یہ میرا بھائی ہے جس کو میری والدہ نے نہیں جنا ہے اور نہ میرے والد اور چچا کے نسل سے ہے میں آپ پر فدا ہو جاؤں کہ آپ شریف نانہال اور دادہال والے ہیں - اے اللہ اس کو پھلا پھولا سر سبز رکھ **فصیح و بلیغ مرثیہ** - حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا عمۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مع ترجمہ لکھا جاتا ہے جو قابل غور ان امور کے ہے جن کی اس میں رعایت ملحوظ رکھی گئی ہے - اور اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے اس لئے کہ سمجھنے کے لئے یہ کافی ہے ورنہ ابن عبدالبر علیہ الرحمۃ نے کتاب استیعاب میں اس کے علاوہ بہت مرثیئے عورتوں کے اور اُن کے اشعار لکھا ہے اور ہر ہر موقع پر عورتوں نے اشعار لکھے ہیں جن کو شوق ہو وہ دیکھ سکتے ہیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما کے قتل اور وفات کے مرثیئے ہیں جو عورتوں نے لکھا ہے اور قصیدے و خطبے و مخمس و مسدس ہر قسم کے اشعار ہیں اگر سب کا ایک کتاب میں اجتماع کیا جائے تو خالی از محنت نہیں لیکن الدر المنثور فی طبقات ربات الخدور - اور کشف المستور جس میں تمام پردہ نشین عورتوں کے کارنامے اور کلام اور حالات ایک جگہ پر مجتمع ہیں علماء نے لکھا ہے جس کی قیمت پچیس روپیہ ہے بمبئی میں ملتی ہے -

(مرثیہ حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب عمۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

الا یا رسول اللہ کنت رجاءنا

ای مخاطب آگاہ ہو جا - ای خدا کے رسول آپ ہمارے امید گاہ تھے

وکنت بنا برا ولم تک جافیا

اور آپ ہم پر احسان کرنے والے تھے اور آپ جفا کار نہیں تھے

وکنت رحیما وھادیا ومعلما

اور آپ رحمدل اور رہنما اور معلم تھے

لیبک علیک الیوم من کان باکیا

یقیناً آج آپ پر رونے والے کو رونا چاہیئے

لعمرک یا ابکی النبی لفقدہ

میری حیات کی قسم میرا رونا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات کیوجہ سے نہیں ہے،

لکن لما اخشی من الھرج آتیا

بلکہ اوس فتنہ کے خوف کے وجہ سے ہے جو آنیوالا ہے

کان علی قلبی لذکر محمد

گویا میرے قلب پر محمدؐ کی یاد سے

وما خفت من بعد النبی المکاویا

اور آپ کے بعد آنے والے فتنوں کے خوف کیوجہ سے داغ پڑ گئے ہیں

افاطمہ صلی اللہ رب محمد

اے فاطمہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا رب

علی جدث امسی بیثرب ناویا

اوس قبر پر رحمت نازل فرمائے جو یثرب میں قائم ہے

فدا الرسول اللہ امی وخالتی

اللہ کے رسول پر میری والدہ اور میری خالہ

وعمی وابائی ونفسی ومالیا

اور میرا چچا اور باپ اور میرا نفس ومال قربان ہوجائے

صدقت وبلغت الرسالة صادقا

آپ نے جو کچھ فرمایا سچ فرمایا اور خدا کے پیغام کو صحیح طور پر پہونچایا

ومت صليب العود ابلج صافيا

اور آپ نے ثابت قدم کشادہ رو پاک وصاف انتقال فرمایا

فلو ان رب الناس ابقى نبينا

اگر پروردگار عالم ہمارے نبی کو زندہ رکھتا

سعدنا ولكن امره كان ماضيا

تو ہم سعادت مند رہتے لیکن اوسکا فیصلہ جاری ہوچکا تھا

عليك من الله السلام تحية

آپ پر تحیۃً خدا کا سلام نازل ہو

وادخلت جنات من العدن راضيا

اور آپ جنات عدن میں راضی وخوشی سے داخل ہوں

ارى حسنا ايتمته وتركته

میں حسن کو دیکھتی ہوں کہ آپ نے اوس کو یتیم

يبكى ويدعو جده اليوم نائيا

اور روتا ہوا چھوڑ دیا اور آج وہ اپنے دادا کو دور سے پکار رہا ہے

عورتوں کے نسبت جب اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور اجر عظیم دینے کا وعدہ فرمایا

تو اس کے ساتھ ہی ان کے لئے اندر خانہ بیٹھ کر قرآن وحدیث ہی پڑھنے وپڑھانے اور پڑھوانے کی تخصیص کیا اور ان کو اپنے اہل میں داخل کیا اور خاص کر لیا جس کا آخری نتیجہ بطور انعام یہی ہے کہ وہ جنت میں داخل کیجائیں اور جنتیوں کی زبان تو بس جو عربی ہے جیسا کہ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ اَهلُ القرآن اهل الله خاصته یعنی اہل القرآن

اہل اللہ ہیں اور خاص اللہ کے ہیں بسند نسائی وکلام اھل الجنة عربی
یعنی کلام اہل جنت کا عربی میں ہے۔ بسند حاکم۔ پھر کیا ان مسلمان عورتوں کے
حمیّت وغیرت کا یہی اقتضا ہے کہ اتنی بڑی نعمت غیر مترقبہ
پا جائیں اور واطعن اللہ ورسولہ کے حکم کو ترک کردیں
اور واذکرن ما یتلے فی بیوتکن۔
کی مخالفت ومنافرت کے لئے کمربستہ ہوجائیں اور انگریزی پڑھوانا جو دوزخی
زبان ہے۔ اپنی لڑکیوں کے لئے اختیار کریں جیسا کہ حدیث صحیح میں ہے کہ کلام
الجنة کلام اھل النار یعنی بولی عجمی بولی اہل دوزخ کی ہے بسند دیلمی
من تکلم بالعربیة کتب کلامه ذکرا بسند دیلمی۔
جو شخص کہ کلام کرتا ہے عربی میں لکھا جاتا ہے کلام اسکا ذکر اللہ بسند دیلمی
اور قرآن حدیث کیساتھ انکی تخصیص اس لئے بھی ہے کہ اوسی پر ان کا خاتمہ
ہو اور اسی پر بعثت ہو جیسا کہ بسند مسلم حدیث میں آیا ہے۔ یبعث کل عبد علی
ما مات علیہ یعنے اٹھایا جائیگا ہر بندہ اس چیز پر کہ مرا ہے۔
ویبغض العربی للمولیٰ نفاق" یعنی بغض رکھنا زبان عربی
سے اللہ تعالیٰ سے نفاق کرتا ہے۔ بسند حاکم۔ ہرگز نہیں کیونکہ ایک دن انکو
اللہ کے روبرو جانا ہے۔ جو دن وہ ہوگا کہ۔ یوم یغشاھم العذاب
من فوقھم ومن تحت ارجلھم ویقول ذوقوا ما کنتم
تعملون۔ جس دن کہ ڈھانک لیگا ان کو عذاب ان کے اوپر سے انکے پاؤں کے نیچے
سے اور کہیگا اللہ تعالیٰ کہ چکھو جو کچھ تم کرتے تھے۔ اور اس انگریزی زبان کا دوزخی زبان ہونا
بربنا حدیث شریف آلۂ منطقی علمی کے شکل اول سے متحکم ہے کہ انگریزی زبان دوزخی
ہے اس لئے کہ انگریزی زبان عجمی ہے اور جو زبان عجمی ہے وہ دوزخی ہے پس انگریزی

زبان دوزخی ہے یہی نتیجہ موضوع ومحمول سے نکلتا ہے اور یہہ اس لئے کہ عربی زبان کے خلاف اور ضد جسقدر زبانیں ہیں وہ از روے لغت عجمی ہیں اور یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ لڑکیاں بچاری بعض تو نابالغ ہوتی ہیں بعض قریب بلوغ لیکن اپنے دینی مسائل سے واقف نہیں رہتیں اس لئے ان مخالفتوں کا عذاب اون کے ولیوں کے گردن پر ہے جنکی پرورش وپرداخت میں وہ رہتی ہیں کہ وہ انکو خلاف احکام قرآن وحدیث صراط مستقیم سے ہٹاکر غیر مومنین کے راستہ پر چلاتے ہیں اور فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ پر آمادہ ہوجاتے ہیں۔ ترجمہ پس اگر نہ کرو تم تو خبردار ہوجاؤ ساتھ لڑائی کے اللہ سے اور اس کے رسول سے۔ اور علی الخصوص وہ عورتیں اور مردیں جنھوں نے حج کیا ہے اور حجر اسود اور رکن یمانی پر ہاتھ رکھکر خدا سے عہد و میثاق کیا ہے اور یہہ کہ خدا کے ہاتھ پر اونھوں نے بیعت کیا ہے پھر انکو تو خدا اور رسول کے احکام سے ہرگز ہرگز نہ منحرف ہونا اور نہ ان کے اطاعت سے باہر ہونا چاہئے بلکہ ان کے ناخوشی سے ڈرنا اور احادیث ذیل کو پڑھکر متنبہ ہونا اور ان کی اطاعت میں ثابت قدم رہنا چاہئے اور خدا کے سامنے اپنی حیا کو برقرار رکھنا چاہئے کیونکہ ایک دن ضرور ان کا سامنا ہوگا اور ان سے سوال وجواب ہوگا اس لئے کہ فوربک لنسئلنھم اجمعین عما کانوا یعلمون اللہ تعالیٰ کا قسمیہ فرمان ہے جو ہوکر رہے گا۔ ترجمہ قسم ہے تیرے رب کی ہرآئینہ سوال کریں گے ہم اُن سب لوگوں سے ان چیز سے کہ وہ عمل کرتے تھے اور اس دنیا میں بھی اس سے ڈرنا ضروری ہے کیونکہ اس کی پکڑ بڑی سخت ہے اگر اس نے ناخوش ہوکر پکڑ لیا تو پھر نجات دشوار ہے فان بطش ربک لشدید اور اس کا یہ بھی فرمان ہے کہ سنستدرجھم من حیث لایعلمون واملی لھم ان کیدی متین یعنی درجہ بدرجہ ہم ان کو کھینچتے ہیں گمراہی میں اس طرح کہ نہیں علم ہوتا ہے ان کو اور مہلت دیتے ہیں

ہم ان کو تحقیقاً میری تدبیر مضبوط ہے۔

الحجر الاسود من حجارۃ الجنۃ یعنی حجر اسود پتھروں سے جنت کے ہے بند دیلمی۔ الحجر الاسود من مرو الجنۃ۔ یعنی حجر اسود سنگ مرمر ہے جنت کے بند امام احمد۔ الحجر یمین اللہ فی الارض یصافح بعبادہ یعنی حجر اسود داہنا ہاتھ اللہ کا ہے زمین میں کہ مصافحہ کرتے ہیں اس کے ساتھ بندے اس اللہ کے۔ بند ابی الشیخ بن حبان۔ الحجر الاسود من الجنۃ حجر اسود جنت سے ہے۔ بسند مسند امام احمد۔ الحجر الاسود نزل بہ ملک من السماء۔ یعنے حجر اسود نازل ہوے اس کے ساتھ فرشتے آسمان سے بند ازرقی الحجر یمین اللہ فمن مسحہ فقد بایع اللہ یعنے حجر اسود داہنا ہاتھ اللہ کا ہے پس جس نے مسح کیا اس کو تو تحقیقاً بیعت کیا اس نے اللہ کی مسح الحجر والرکن الیمانی یحطان الخطایا حطاً یعنی مسح کرنا حجر اسود اور رکن یمانی کا مٹا دیتے ہیں یہ دونوں خطائیں مٹا دینے کرکے بند دیلمی۔

شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے حرص کی مذمت میں اپنی کتاب کریما میں ایک شعر لکھا ہے کہ۔ مبادا دل آن فرومایہ شاد ٭ کہ از بہر دنیا دہد دیں بباد۔ اس شعر سے سبکو نصیحت پکڑنا چاہئے۔

اور مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بین العلما تحقق ہے جس کو حافظ امام سیوطی علیہ الرحمۃ نے انباہ الاذکیا فی حیات الانبیاء میں اور شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے جذب القلوب الی دیار المحبوب میں اور امام بیہقی علیہ الرحمۃ نے کتاب حیاۃ الانبیاء اور کتاب الاعتقاد اور دلایل النبوۃ میں اور ابن قیم علیہ الرحمۃ نے کتاب الروح میں لکھتا ہے جس کو بہت سے دلائل و براہین سے ثابت کیا ہے۔ اور سب نے لکھا ہے کہ آپ کے ہر امت کا درود شریف جو

وہ آپ پر بھیجتے ہیں آپ تک پہونچتا ہے اور جو شخص درود آپ پر بھیجتا ہے ایک بار تو
اللہ تعالیٰ اس شخص پر درود دس بار بھیجتا ہے اور حدیث سے ثابت ہے کہ آپ پر
درود کا بھیجنا بھیجنے والے کے لئے مغفرت کا باعث ہے اور اسی طرح جیسے درود
آپ تک ہر امت کا پہونچتا ہے۔ ہر امت کے اعمال بھلے اور برُے پہونچتے ہیں۔ اور
آپ کو انکی خبر دیجاتی ہے اگر اچھے اعمال ہیں اور اس کی خبر دیجاتی تو آپ کو خوشی
و مسرت ہوتی ہے اور اگر برے اعمال ہیں اور اسکی خبر دیجاتی ہے تو آپ کو رنج ہوتا ہے
اور آپ اس شخص کے اصلاح و مغفرت کے لئے دعا فرماتے ہیں۔ اور ابن قیم علیہ الرحمۃ
نے تو یہانتک لکھا ہے کہ ہر مسلمان کے مردوں کو انکی اولاد صالح اور غیر صالح کی خبر دیجاتی ہے
اگر اچھے افعال و اعمال کی ہوتی ہے تو ان کو خوشی و فرحت ہوتی ہے اور اگر برے
افعال و اعمال کی ہوتی ہے تو ان کو بہت بڑا رنج و اندوہ حسب اعمال ان کے داُن کے
اولاد کے پہونچایا جاتا ہے اور یہ ایک نوع عذاب قبر سے ہے اون کے لئے جو
ان کو پہونچایا جاتا ہے پس ہر شخص کو چاہئے کہ ایسے سخت برے افعال و اعمال
نہ کرے کہ اس کے بدولت اپنے بزرگوں کو جو مرگئے ہیں تکلیف پہونچائے۔

مجھے مکہ معظمہ کے تحفوں میں ایک جلیل القدر منتخب تفسیر حضرت امام حافظ
ابن جوزی علیہ الرحمۃ کی ملی جو نایاب زمانہ ہے اور ہنوز کہیں چھپی نہیں ہے جسمیں ایکسو
منتخب آیتوں کی آپ نے سو فصل میں تفسیر فرمایا ہے اور عجیب و غریب علمی مباحث
قابل دید لکھا ہے جس کا ترجمہ چند علمار ملکر کر رہے ہیں۔ آپ کبار علمار سلف سے
نامی و گرامی امام وقت گذرے ہیں اور بہت بڑے واعظ بغداد کے تھے حضرت
پیران پیر علیہ الرحمۃ کے ہمعصر تھے آپ ہی نے حضرت پیران پیر علیہ الرحمۃ کے جنازہ
کی نماز بموجب وصیت آپ کے پڑھایا ہے اور اس کو اس کتاب میں لکھا ہے
آپ کے ہر علوم میں بے شمار تصنیفات ہیں اور آپ کے بعد کے سب علمار نے

اپنے تصنیفات میں آپکا حوالہ دیا ہے اور سند پکڑا ہے لہذا اس جگہ پر بوجہ مناسبت
مقام آپ کے تفسیر کی ایک فصل بجنسہٖ اس امید پر لکھی جاتی ہے کہ ناظرین کرام
اس سے موثر ہوکر عمل پیرا ہوں گے۔
فصل اکتیسویں ۳۱ ۔قول میں اللہ تعالیٰ کے ہے وکل انسان الزمناہ
طائرہ فی عنقہ الخ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ طائر سے مراد
انسان کی شقاوت اور سعادت ہے۔ مجاہد نے کہا کہ نہیں ہے کوئی پیدا ہونیوالا
مگر اس کے گردن میں ایک ورق ہے جس پر مکتوب ہے کہ یہ سعید ہے یا کہ شقی ہے
اظہری نے کہا کہ اصل اسبارہ میں یہ ہے کہ اللہ تعالے نے اپنے علم میں تمام خلق
کے بارہ میں لکھا تو ہر آدمی کیلئے اس کے پیدائش کے وقت جو اس کے نصیب
میں ہے پہونچا۔ شعر۔ ترجمہ۔ کاش کے مجھکو علم ہوتا اور میں یہ معلوم کرلیتا
کہ مجھکو تو نے سعید پیدا کیا یا کہ شقی۔ کہا زجاج نے کہ ذکر عنق سے مراد لزوم ہے
مثل چسپیدہ ہونے قلادہ کے گردن کے لئے۔عبداللہ ابن عمرو ابن العاص نے
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرمایا کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ
عزوجل قیامت کے دن تمام خلائق کے سامنے میری امت میں سے ایک آدمی کو
انتخاب فرمائیگا اور اس کے سامنے ننیاوے ۹۹ سجل یعنے دفتر جو ہر سجل بقدر مدبصر
کے دراز ہے پہلادیگا۔ اور پہر فرمائیگا کہ تو ان سجیلات میں سے کسی ایک کا بھی منکر ہے
کیا تجہپر میرے لکھنے والوں نے کچھ ظلماً لکھدیا ہے تو وہ کہیگا کہ نہیں اے پروردگار
من پہر اللہ فرمائیگا کہ تیرے پاس کوئی ایک بھی نیکی ہے یا کوئی عذر ہے تو وہ
مبہوت ہوکر یہ کہے گا کہ نہیں اے خدائے من پہر اللہ تعالیٰ فرمائیگا کہ ہاں میرے
پاس ایک نیکی ہے جو تو نے کیا ہے آج کے روز تجھپر کوئی ظلم نہیں تو اس کے
لئے ایک پرچہ جس میں اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد

ان محمداً عبدہ ورسولہ ہے نامہ ہوگا اور وہ شخص کہیگا کہ
اے خدائے من یہہ پرچہ ان تمام سجیلات کے باوجود کیا کام دیگا تو اللہ تعالیٰ فرمائیگا
کہ تجھپر ظلم نہیں کیا جائیگا اور یہہ سجیلات پلہ میں میزان کے رکھ دئے جائیں گے تو یہہ
سجیلات ہلکے اور پرچہ کیجانب بھاری ہوجائیں گے۔ کیونکہ اللہ کے نام کے مقابل
میں کوئی چیز بھی ثقیل تر نہیں ہوسکتی حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ عائشہ صدیقہ
رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھی ہوئی تہیں کہ اچانک رو
دیں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے عایشہؓ کیوں روتی ہو جواب دیا کہ
آپ آیا قیامت کے دن اپنے اہل کو یاد فرمائیں گے آپ نے ارشاد فرمایا کہ تین
مقام پر کوئی کسی کو یاد نہیں کریگا۔ ایک میزان کھڑا کئے جانے کے وقت یہاں تک
کہ اس کو معلوم ہوجائے کہ میزان اُس کے لئے ثقیل ہے یا خفیف دوسرے حساب
کے وقت جب ہاؤم اقرؤا کتابیہ کہا جائیگا۔ یہانتک کہ ان کو یہہ معلوم ہوجائے کہ
کتاب ان کے داہنے ہاتھ میں یا بائیں ہاتھ میں دیجائے گی یا کہ پیٹھ کے پیچھے سے
دیجائیگی۔ تیسرے پل صراط کے پاس جبکہ پشت جہنم پر قائم کیا جائے گا یہانتک کہ اُن کو
یہ معلوم ہوجائے کہ نجات پائیگا یا کہ نہیں حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہر آدمی
اپنے نامہ اعمال کو خود ہی پڑہے گا خواہ وہ امی ہو یا غیر امی۔ اے وہ شخص جس کے سامنے
موت اور حساب اور توبیخ شدید اور عقاب ہے اور اپنے افعال اور اقوال پر نوشتہ شاہد ہے
بارہا تو نے خطا کیا اور پشیمان نہوا اور نہ توبہ کیا اور نہ کچھ پرواکیا۔ ترجمہ شعر۔ کیا تو بیدار ہے آج کے
دن یا خواب میں پڑا ہے اور کیوں کر حیران وسراسیمہ آدمی نیند پر قادر ہوتا ہے اگر تو کل
کے لئے ہوشیار ہوتا تو البتہ اپنے آنکھوں کے پتلی کو آنسو لگاتار سے بہا دیتا بلکہ تو طویل
نیند میں پڑہ گیا ہے حالانکہ تجھے دہشت ناک اور گہبراہٹ میں ڈالنے والے امور
قریب ہوچکے ہیں تجھکو غنی کے اسباب نے غرہ میں ڈالدیا ہے اور آرزوں کیا تھے

مشغول کر دیا ہے جیسا کہ نیند میں خواب دیکھنے والا لذات کے ساتھ دہو کا کھاجاتا ہے۔ دن تیرا اے مغرور غفلت اور سہو ہے اور رات تیری نیند ہے اور ہلا کی لازمی ہے اور تو ایسی چیز میں مشغول ہوتا ہے جس کے وبال کو تو برا سمجھتا ہے ایسی دنیا میں چوپائے زندگی بسر کرتے ہیں۔ بخدا تو اگر پشیمان ہوتا اور اپنی نیت کو خالص کرتا تو البتہ تو چھٹکارا پالیتا اور اگر تو نصیحت کو سنتا اور قبول کر لیتا تو البتہ تو مقبول بندہ ہوجاتا۔ درید ابن الصمہ اپنے نفس کا محاسبہ کرتے تھے تو اپنی عمر کو شمار کیا تو ساٹھ برس کل عمر کو پایا اور اس کے دنوں کا بھی حساب لگایا اکیس ہزار دن پایا تو انہوں نے ایک چیخ مارا اور کہا کہ افسوس ہے کہ میں خدائے عزوجل سے اکیس ہزار گناہ لیکر ملاقی ہوتا ہوں اور کیا حالت ہوگی میری کیونکہ میں دس دس یومیہ گناہ کے حساب سے ملاقی ہوتا ہوں اور گر کر جان بخدا دیدیا تو ایک آواز دینے والے نے آواز دیا جس سے یہ لوگوں نے سنا کہ کیا ہی تعجب ہے تیز روی پر فردوس اعلیٰ کیطرف اے غافل آئندہ آنے والی مصیبت سے اے وہ شخص جس کا زمانہ ماضیہ اس پر بال ہے کیا تجھے اس نامہ اعمال کے بارہ میں جو سیاہ ہے کچھ فکر ہے اور نفس کے بارہ میں جو نصیحت کے باتوں سے روگرداں ہے اور موت سے جو درپیش ہے اور گناہ بیشمار ہے کاش کے تو گناہوں کا حساب کرتا۔ اور اس کو شمار کرتا بارہا گناہ نے خواہشات کی حلاوت کو منہ سے جدا کیا لیکن تو بے خبر ہے۔ اور گناہ نے ترکہ چھوڑا جو رسوائی اور خسارہ ہے۔ کتنا ہی عار ہے اس شخص پر جو تقوی سے عاری ہے اور کیا ہی خسارہ ہے اس شخص کے لئے جو خواہشات کو ترک کرنا حرج سمجھتا ہے۔ ترجمہ شعر بہت سارے شہوات ایسے ہیں جو شہوت پرست آدمی سے مروت و دیانت کے لباس کو سلب کر لیا ہے اور بہت سارے جاہل لوگوں کو ایسا دیکھیگا تو کہ وہ خریدار سرور اوقات ہے۔ بدلہ میں غمی اوقات کے۔ بہت سارے شہوات ایسے

ہیں جسکی مستقر فرحت ہے اور وہ شہوات عام آفتوں کے باعث اور ظہور میں آنیوالے
ہیں اے وہ شخص جو دنیائے فانی کو دار بقار پر ترجیح دیتا ہے کیا ہوا ہے تجھکو جو اپنی
بدنامی پر راضی اور خوش ہے۔ اور معائب کے باتوں کو اختیار کرلیا ہے۔ جب
تجھ سے سوال کیا جائے گا تو کون تیرے لئے حامی و مددگار رہے گا۔ اور تو اپنے
جواب پر قادر نہوگا تو اپنی کتاب کو دیکھ گویا کہ تو بیماری میں مبتلا ہے اور پانی گلوگیر
ہوگیا ہے اور گویا کہ تو پیشی میں کھڑا ہے اگر واجب نہیں کیا ہے ان معائب کو
تو ہمارے لئے تو کوئی وثیقہ لکھدے اور اپنے عتاب کو ترک کردے عتاب کا وقت
گذرچکا ہے اور تو پریشانی سے اپنے کپڑوں کو پارہ پارہ کردیگا جبکہ چلنے کی یاد ہوگی
اور اقرار کتابت جب تجھ کو گھبراہٹ میں ڈال دے گی۔ موت نے تجھکو قبر سے
بیچدیا ہے اور تیرے قبوں کو خرید لیا ہے اور تیرے قصر کو توڑ دیا ہے اور تیری
زمینوں کو دوسرے لوگوں سے آباد کیا ہے اور تجھے تنہا کردیا اور دوستوں سے
جدا کردیا اور تو نے قوم سے رحلت کیا ہے اور قوم نے تیرے دروازہ کو سیاہ
کردیا ہے اور تیرے مال کو آپسمیں تقسیم کرلیا ہے اور تجھے اسمیں سے کچھ بھی حصہ نہیں ملا ہے مگر تو نے
جس مال سے زکوٰۃ ادا کیا ہی حصہ ملیگا تو اپنے نامہ اعمال کو پڑھ۔ آئے تیرے پاس منکر مصیبت
لیکر اور لوٹ گئے اور آئے تیرے پاس نکیر تو اُن کے آنے سے اور اس مشقت سے جو تجھے پہونچی
ہے اپنے دانتوں کو تو نے خوف سے بجا دیا ہے۔ اے وہ شخص جو خطا کی طرف
دوڑا چلا رہا ہے تو اپنے عذاب کے لئے منتظر رہ اور اے ہوا و حرص کے پرندہ تو
اپنے عقاب کی طرف دیکھ افسوس ہے تجھ پر جو تو نے اپنی جوانی کو بیکاری میں
ضائع کردیا ہے تو اپنی کتاب کو پڑھ عنقریب تو حشر میں ذلیل و رسوا کھڑا رہیگا
اور اپنے گناہوں پر بہت ہی گریہ و زاری کریگا اور خلاصی کے لئے کوئی راہ
نہ پاویگا۔ اور لکھنے والا بروز حشر یہہ کہیگا کہ تو اپنے حساب کو پیش کر اور اپنے

نامۂ اعمال کو پڑھ اور تجھ کو فاسقوں کے ہمراہ ہانکتے ہوئے لیجائیں گے۔ اور تجھے بجائے شراب کے غساق یعنے سرد و بدبودار پانی پلائیں گے۔ ہوشیار ہو جا کیونکہ حادی نے عمر کو گا کر چلا دیا ہے اور آمادہ ہو جا اور ساق سے کپڑے کو اٹھا لے اگر تو توبہ کرنے والا ہے تو اپنے نامۂ اعمال کو پڑھ لے اعراض کرنیوالا اصلاحیت سے اور اے وہ شخص جو نصیحتوں کو لغو سمجھتا ہے اور اے وہ شخص جو صبح و شام نافرمانی میں ڈوبا ہوا ہے اور اے غافل اے جاہل اے خسارہ اٹھانے والا تو اپنے ان القابوں کو سن لے اور اپنے نامۂ اعمال کو پڑھ لے۔ (انتہی)

واقعی جب کہ آدمی اپنے کو مستغنی دیکھتا ہے تو سرکش ہو جاتا ہے اور اس کی سرکشی یہاں تک بڑھ جاتی ہے کہ وہ خدا اور رسول سے بھی سرکش ہو جاتا ہے اور اس کے دل سے خوف خدا اٹھ جاتا ہے اور حیا و شرم کو طاق پر رکھدیتا ہے جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے۔ کلا ان الانسان لیطغیٰ ان راٰہ استغنیٰ اور وہ لوگ جو اپنی لڑکیوں کو قرآن و حدیث کا پڑھوانا چھوڑ کر مدرسوں میں زنانہ ہو یا مردانہ انگریزی پڑھواتے ہیں اور ان کو مختلف کمینی خصلتوں کے لڑکیوں اور عورتوں کے صحبت میں رکھکر ان سے موثر کراتے ہیں جس کا اثر بہت برا ان کے اخلاق پر پڑتا ہے آزادی اور بے باکی ان میں سرایت کرجاتی ہے حالانکہ قرآن و حدیث جو مجسم اخلاق سکھلانے والی ہے اس سے گریز کرتے ہیں تو ان کے حق میں۔ ولدینا کتاب ینطق بالحق۔ ہمارے پاس ایک کتاب ہے جو حق بولتی ہے وہ کہتی ہے کہ لبئس المولیٰ ولبئس العشیر یعنے برا دوست ہے اور برا ہمنشین ہے اور ومن یعش عن ذکر الرحمٰن نقیض له شیطانا فهو له قرین یعنے جو شخص کہ غفلت کرتا ہے ذکرِ اللہ کے تو متعین کرتے ہیں ہم اس کے واسطے شیطان کو پھر وہی ہے اس کے لئے

ہمنشین۔ اور ھل انبئکم علیٰ من تنزل الشیاطین تنزل علیٰ کل افاك اثیم۔ کیا میں خبر دوں تمکو کہ کس پر نازل ہوتے ہیں شیاطین نازل ہوتے ہیں اوپر ہر فتنہ پرداز گنہگار کے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ مدرسوں میں پڑھوانا فتنہ پردازی ہی سکھلانا ہے اور ناحق ان لڑکیوں کو گنہکار بنانا ہے اس لئے کہ کافرہ اور نصرانیہ اور یہودیہ اور مجوسیہ اور بدکاران سب عورتوں سے سیوائے مسلمان عورتوں کے ایک مسلمان لڑکی یا عورت کو پردہ کرنے کا حکم نص قطعی اونساء ھن سے بخوبی ثابت ہے جس کے نسبت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں اور اسکو ہر مفسرین نے لکھا ہے اور مسلمان لڑکیوں کو ایسوں کی صحبت میں رکھکر پڑھوانا اونہیں کے عادات واطوار سے ان کو موثر ومانوس کرانا ہے جوان کے لئے زہر سے کسی طرح کم نہیں ہے اور حدیث شریف مں بسند ابن عدی آیا ہے۔ کہ لاخیر فی صحبہ من لایری لك مثل ماتری لہ۔ یعنے نہیں خیر ہے صحبت میں اس شخص کے جو نہیں دیکھتا ہے تجھکو مثل اس کے کہ تو دیکھتا ہے اس کے لئے اور یہ ہر شخص کو معلوم ہے کہ غیر ملت و مذہب والے یا والیاں ہرگز اپنے کو تعصب سے خالی کرکے مثل اپنے قوم کے ایک مسلمان کو دیکھہ سکیں جیسا کہ مسلمان ان کو دیکھتے ہیں اس لئے کہ مسلمانوں کو ولایجرمنکم شنان قوم سے بے تعصبی کی تعلیم دیگئی ہے پھر کیوں کر نہ ان کے صحبت تعصبانہ کا اثر لڑکیوں میں نہ سرایت کرے گا۔ اور نفوس کے ایک دوسرے میں تاثیر کرنے کی بحث کو رسالہ میں بدلائل اوپر لکھا جاچکا ہے اور غیر ملت و مذہب والوں کی پیروی و اطاعت کرنے کی نص قطعی سے سخت ممانعت آئی ہے جو ذیل میں ہے۔ ولاتتبع اھوائھم وحذرھم ان یفتنوك عن بعض ما انزل اللہ الیك۔ ترجمہ۔ اور مت پیروی کر خواہشوں ان کے کے اور ڈران سے

یہ کہ بھکادیں گے تجھکو بعضے اس چیز سے کہ اتارا ہے اللہ نے تیری طرف۔ ولا
تتبعوا اھواء قوم قد ضلوا من قبل واضلوا کثیرا وضلوا عن سواء السبیل
ترجمہ۔ اور مت پیروی کرو خواہشوں اس قوم کے کہ تحقیق گمراہ ہوے پہلے اس سے
اور گمراہ کیا بہتوں کو اور بھک گئے راہ سیدہے سے قل لا اتبع اھواء
کم قد ضللت اذا وما انا من المھتدین۔ ترجمہ۔ کہ کہ نہیں
پیروی کرتا میں خواہشوں تمھارے کی تحقیق گمراہ ہو جاؤں اس وقت اور نہ
ہوں میں راہ پانے والوں سے۔ وان تطع اکثر من فی الارض یضلوک
عن سبیل اللہ ان یتبعون الا الظن وان ھم الا یخرصون
ترجمہ۔ اور اگر کہا مانے گا تو اکثر ان لوگوں کا کہ بیچ زمین کے ہیں گمراہ کریں گے
تجھکو اللہ کی راہ سے نہیں پیروی کرتے وہ مگر گمان کے اور نہیں وہ مگر
اٹکل کرتے ہیں۔ ولا تتبع اھواء الذین کذبوا بایاتنا والذین
لا یومنون بالاخرة وھم بربھم یعدلون۔ ترجمہ۔ اور مت
پیروی کر خواہشوں ان لوگوں کی کہ جھٹلایا نشانیوں کو ہمارے۔ اور ان کی کہ
نہیں ایمان لاتے ساتھ آخرت کے اور وہ ساتھ پروردگار اپنے کے شریک
لاتے ہیں۔ ولا تطیعوا امر المسرفین الذین یفسدون فی الارض
ولا یصلحون۔ ترجمہ۔ اور مت کہا مانو حکم کے حد سے نکلجانیوالوں کا
وہ لوگ کہ فساد کرتے ہیں بیچ زمین کے اور نہیں اصلاح کرتے ہیں۔ ولا
تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا واتبع ھواہ وکان امرہ
فرطا۔ ترجمہ اور مت کہا مان اس شخص کا کہ غافل کیا ہے ہمنے اس کے
دل کو اپنے یاد سے اور پیروی کی اس نے اپنے خواہش کی اور کام اس کا
حد سے نکلا ہوا ہے۔

اور اسی تاثیر صحبت کو شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے تصوف کے رنگ میں ثابت کر کے یوں دکھلایا ہے کہ - گلے خوشبوئے در حمام روزے ٭ رسید از دست محبوبے بدستم = بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری ٭ کہ از بوئے دل آویز تو مستم = بگفتا من گلے ناچیز بودم ٭ ولیکن مدتے با گل نشستم = جمال ہمنشین درمن اثر کرد ٭ وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم - اور مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمہ نے اسی تاثیر صحبت کو اس طرح ثابت فرمایا ہے -

نار خنداں باغ را خنداں کند	صحبت مرداں ترا مرداں کند
صحبت صالح ترا صالح کند	صحبت طالح ترا طالح کند
گر اناری می خری خنداں بخر	تا دہد خنداں ز دانہ او خبر
گر تو سنگ خارہ و مرمر شوی	گر بصاحب رسی گوہر شوی
گفت پیغمبر کہ در بحر ہموم	در دلالت دان تو یاراں را نجوم
یار را با یار چوں بنشستہ شد	صد ہزاراں سرِّ دل دانستہ شد
اہل دیں را باز داں از اہل کین	ہمنشین حق بجو با او نشین
ہمنشین اہل معنی باش تا	ہم عطا یابی و ہم باشی فتا
ہمنشینِ مقبلاں چوں کیمیاست	چوں نظرشاں کیمیای خود کجاست
ناریاں مر ناریاں را جاذب اند	نوریاں مر نوریاں را طالب اند
جان ہاماں جانب قبطی شدہ	جان موسیٰ جاذب سبطی شدہ
ہست موسیٰ پیش قبطی بس ذمیم	ہست ہاماں پیش سبطی بس رجیم
آں یکی را صحبت اخیار خار	لاجرم شد پہلوی فجار جار
ای فغاں از یار ناجنس اے فغاں	ہم نشین نیک جوئید اے مہاں
جان جلیس اللہ گشت نیک بخت	کہ بہ پہلوی سعیدی بر درخت

بندہ یکمرد روشن دل شوی — بہ کہ بر فرق سر شاہاں روی
دوستی جاہل شیریں سخن — کم شنو کان ہست چوں سم کہن
جان مادر چشم روشن گویدت — جز غم و حسرت ازآں نفزویدت
گرگ گر با تو نماید روبہی — ہیں مکن باور کہ ناید روبہی
جاہل ار با تو نماید ہمدلی — عاقبت زحمت زند از جاہلی
حق ذات پاک اللہ الصمد — کہ بود بہ مار بد از یار بد
مار بد جانی ستاند او سلیم — یار بد آرد سوئے نار جحیم
ہر کہ با دشمن نشیند در زمن — ہست او در بوستان در گولخن
ہر کجا باشد شہ ما را بساط — ہست صحرا گر بود سم الخیاط

اور یہ امر بھی ظاہر ہے کہ جو لوگ ان احکام کے مخالف ہیں اور خدا و رسول سے سرکش و باغی ہو گئے ہیں وہ ضرور یہی کہیں گے کہ سواء علینا اوعظت ام لم تکن من الواعظین ان ھذا الا خلق الاولین ۔ یعنے برابر ہے ہم پر تو نصیحت کرے یا نہو تو نصیحت کرنے والوں سے یہ عادت ہے اگلے لوگوں کی ۔ لیکن یہ یاد رہے کہ سب احوال اور اطوار نامہ اعمال میں لکھے جائیں گے اور ان سب لوگ سوال کئے جائیں گے جیسا کہ ہمارے خدا نے فرمایا ہے کہ ھذا کتابنا ینطق علیکم بالحق انا کنا نستنسخ ما کنتم تعملون ۔ یعنی ہماری کتاب ہے جو بولے گی اوپر تمہارے ساتھ حق کے تحقیق ہم لکھتے تھے جو کچھ تم کرتے تھے اور فرمایا ہے کہ اعملوا ما شئتم انہ بما تعملون بصیر ۔ یعنے جو چاہو تم کرو تحقیق اللہ وہ جو کرتے ہو تم دیکھنے والا ہے اور فرمایا ہے کہ کلوا و تمتعوا قلیلاً انکم مجرمون یعنے کھاؤ تم

اور فائدہ اوٹھالو تم تھوڑے دنوں کہ تحقیق تم لوگ گنہگار ہو۔
اور اکثر انگریزی کے شایقین ومعتقدین کا یہ اعتقاد ہے کہ بغیر انگریزی پڑھے نوکری چاکری نہیں مل سکتی اور نہ کسی کو روزی نصیب ہو سکتی ہے حالانکہ وہ آنکھ اٹھاکر یہہ نہیں دیکھتے کہ صدہا انگریزی دان بے روزگار پھر رہے ہیں اور کتنے بیرسٹر وڈاکٹر ہیں کہ ہاتھ پر ہاتھ رکھے دن کاٹتے ہیں یہ نہیں جانتے کہ علم یا کوئی زبان ذریعہ معاش نہیں ہے روزی محض خدا کے فضل وانعام پر منحصر ہے وہی رزاق ہے صدہا جاہل بے علم ہیں جو بمبئی وکلکتہ میں کروڑپتی ہیں اور انکو اللہ روزی پہنچاتا ہے۔ فرعون کے زمانہ میں وہ لوگ جن کے سینوں میں علم الہی بھرا ہوا تھا وہ فرعون کے قابو میں نہیں آتے تھے تو قبطیوں نے مشورہ دیا کہ اپنی زبان کو ذریعۂ معاش قرار دیدو تو لوگ نوکرے کے لالچ میں اسی کو پڑھیں گے اور اپنا علم الہی چھوڑ دیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور وہ لوگ قابو میں فرعون کے آگئے ویسا ہی یہ زمانہ بھی ہے کہ نافہم لوگ جو خدا کو بھولے ہیں اپنا علم چھوڑکر انگریزی ہی پڑھتے ہیں اور بہت بیکار پڑے ہیں اور اب یہانتک نوبت پہونچ گئی ہے کہ عورتیں بھی ولایت بیرسٹری وڈاکٹری کے لئے جارہی ہیں اور بہت لڑکیاں انگریزی شائد اس واسطے پڑھوائی جارہی ہیں کہ وہ بھی یورپ کیطرح ہر محکموں میں نوکریاں کرتے پھریں گے۔ بریں عقل و دانش بباید گریست۔ پس اسی لئے ہمارے خدانے ایسے خیال والوں آدمیوں کے حق میں فرمایا ہے کہ قال انما اوتیتہٗ علیٰ علم عندی۔ کہا قارون نے کہ سوا اس کے نہیں ہے کہ دیا گیا ہوں میں اس نعمت کو اوپر اپنے علم اور دانشمندی کے جو مجھ میں ہے یہ تو قارون کے دولت کا گھمنڈ اور اس کی سرکشی تھی جو اس نے کہا لیکن عام

آدمیوں کے ایسے خیال کو بھی اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے فاذا مس الانسان ضر دعانا۔ یعنے جب لگتی ہے آدمی کو سختی تو پکارتا ہے ہم کو۔ ثم اذا خولناہ نعمۃ منا قال انما اوتیتہ علیٰ علم بل ھی فتنۃ ولاکن اکثرھم لایعلمون پھر جب دیتے ہیں ہم اس کو نعمت اپنی طرف سے کہتا ہے کہ سوائے اس کے نہیں ہے کہ دیا گیا ہوں میں اس نعمت کو اوپر اپنے علم و دانشمندی کے جو مجھ میں ہے بلکہ یہ آزمایش ہے لیکن اکثر اون کے نہیں جانتے۔

اور ایسے ہی خیال والوں کے متعلق تصریح کیساتھ بھی اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ واذا مس الانسان ضرٌ دعا ربہ منیباً الیہ ثم اذا خولہ نعمتہ منہ نسی ما کان یدعوا الیہ من قبل وجعل اللہ اندادا لیضل عن سبیلہ قل تمتع بکفرک قلیلا انک من اصحاب النار امن ھو قانت اناءَ اللیل ساجدا وقائما یحذر الاخرۃ ویرجو رحمۃ ربہ قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لایعلمون انمَّا یتذکرا ولوالالباب۔ ترجمہ۔ اور جس وقت کہ لگتی ہے آدمی کو سختی پکارتا ہے پروردگار کو رجوع ہو کر طرف اس کے پھر جب دیتا ہے اس کو نعمت اپنے پاس سے تو بھول جاتا ہے جو کچھ کہ پکارتا تھا طرف اس کے پہلے اور مقرر کرتا ہے واسطے اللہ کے شریک تاکہ گمراہ کرے اس کی راہ سے۔ کہہ کہ فائدہ اٹھاوا اپنے کفر کیساتھ تھوڑا تحقیق تو رہنے والوں سے آگ کے ہے۔ کیا جو شخص کہ وہ بندگی کرتا ہے رات کے وقت سجدہ میں اور کھڑے ڈرتا ہے آخرت سے اور امید رکھتا ہے

اپنے پروردگار کے رحمت کی کہہ کیا برابر ہوتے ہیں وہ لوگ کہ جانتے ہیں۔ توحید اللہ کی اور اس کے امر ونہی کو اور وہ لوگ کہ نہیں جانتے سیوائے اس کے نہیں ہے کہ نصیحت پکڑتے ہیں صاحب عقل کے پھر کیا جو عورتیں انگریزی نہیں پڑھی ہیں ان کو کوئی نوکری نہیں مل سکیگی اور وہ ناکتخداہی بیٹھی رہیں گے اس سے تو معلوم ہوا کہ انگریزی پڑھنے والیوں کا کوئی خدا دوسرا ہے جو محض معذور و مجبور ہے اور اس میں یہ قدرت نہیں ہے کہ بچاری ان ان پڑھیوں کو نوکری دے اور کتخدا بنا دے لیکن ان پڑھیاں سب اس زمانہ میں بھی یہی کہتی ہیں کہ میرا خدا ایسا معطل نہیں ہے بلکہ وہ حی ہے قیوم ہے سمیع ہے بصیر ہے علیم ہے وعلیٰ کل شیءٍ قدیر ہے اور ایسے ہی خیال کے تردید شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے بھی اسیطرح کیا ہے۔ ؎

وزی بدانش برفزودے		زناداں تنگ تر روزی نبودے
بناداں آنچناں روزی رساند		کہ دانا اندراں حیراں بماند

وَمَا توفیقی اِلا بِاللہ

۳ جمادی الاول ۱۳۴۸ھ روز دوشنبہ

حمید الحق رجسٹرار بلدہ

DATE DUE

DUE	RETURNED
SEP 13 1995	

KING PRESS NO. 306

ISLM
BP173.4
H36
1929